وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/15 جنوری 2026ء، شمارہ 03 / 25 رجب 1447 ہجری قمری / 15 صلح 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ۔ (النحل:126)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ:..... فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ ". (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر حدیث نمبر: ۴۲۱۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فَوَاللّٰہِ لَاَنۡ یَّھۡدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَاحِدًا خَیۡرٌ لَکَ مِنۡ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَکَ حُمۡرُ النَّعَمِ۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔

فرمودات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ صحیح ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ ابتداء میں اہلِ دنیا اُن کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اُنہیں قسم قسم کی تکلیفیں دیتے اور اُن کی راہ میں روڑے اَٹکاتے ہیں۔ کوئی پیغمبر اور مرسل نہیں آیا جس نے دکھ نہ اُٹھایا ہو، مکار، فریبی، دکاندار اس کا نام نہ رکھا ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ کروڑ ہا بندوں نے اس پر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے۔ پتھر مارے، گالیاں دیں۔ انہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی۔ کوئی امر اُن کی راہ میں روک نہیں ہو سکا۔ وہ دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لے کر آئے تھے۔ اس کے پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اس تکلیفوں اور ایذاء رسانیوں نے جو نادان دنیاداروں کی طرف سے پہنچیں نے اُن کو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ زمانہ آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مشکلات ان پر آسان کر دیں اور مخالفوں کو سمجھ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا ان کے قدموں پر آ گری اور اُن کی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو۔ تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تبلیغ رسالت میں کس قدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں اور کفار نے کس حد تک آپؐ کو ستایا اور دُکھ دیا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 152، ایڈیشن 1988ء)

تفسیر کبیر سے اقتباس

پہلے ہر دلیل کو اچھی طرح سے جانچ لو۔ جو پختہ اور مضبوط ہو اسی کو پیش کرو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النحل کی آیت نمبر 126 اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

چونکہ دین کی اشاعت اب وسیع ہونے والی تھی۔ اور یہود اور نصاریٰ میں جن کے پاس الٰہی کتابیں تھیں اسلام کی منادی ہونے والی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ ان کے مقابلہ میں زیادہ مضبوطی کی ضرورت ہے۔ مشرکوں کے مقابلہ میں یہ آسانی تھی کہ شرک کا ردّ کر دینے سے ہی سب جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا تھا۔ مگر یہود نصاریٰ کے مقابلہ میں شریعت کی تفصیلی بحثوں میں بھی پڑنا لازمی تھا۔ اس لئے پہلے سے یہ تاکید کر دی کہ دعوۃ بالحکمۃ ہو۔

حکمت کے مختلف معنوں کے لحاظ سے آیت کے معنی حکمت کے معنی کئی ہیں۔ مثلاً علم، پختگی، عدل، نبوت، حلم اور بردباری۔ جو چیز جہالت سے روکے۔ جو کلام حق کے موافق ہو۔ محل و موقع کے مناسب حال بات۔ یہ سب معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ فرمایا حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ یعنی علمی باتوں کو بیان کرو۔ یعنی پہلے نبیوں کے صحیفوں پر مسائل کی بنیاد رکھ کر بات کرو۔ افسوس کہ مسلمان مفسروں نے اس حکم کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور لوگوں سے سن سنا کر بائبل کے متعلق ایسے حوالے اپنی کتب میں لکھ دیئے ہیں کہ یہود اور عیسائیوں کو آج تک ان کی وجہ سے اسلام پر حملہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ دوسرے یہ فرمایا کہ پختہ باتیں بیان کرو کوئی بات بھی کچی نہ ہو۔ بعض دفعہ انسان تائیدی دلائل کو مستقل دلائل کی صورت میں پیش کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن انہی کو پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ فرمایا۔ پہلے ہر دلیل کو اچھی طرح سے جانچ لو۔ جو پختہ اور مضبوط ہو اسی کو پیش کرو۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 249 زیر تفسیر سورۃ النحل آیت 126)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 09؍ جنوری 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یوکے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اداریہ

دعوت الی اللہ ایک احمدی کا قومی فریضہ!

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/دسمبر 2025ء میں تمام احمدیوں بالخصوص واقفین زندگی کو ان کے قومی فریضہ دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور انور نے دعوت الی اللہ کی شرائط اور اس کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج بھی تمام دنیا میں مسلمانوں کی آبادی چوتھے حصہ سے بھی کم ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ حکمت سے تبلیغ نہیں کی گئی اور اسلام کے پیغام کو صحیح طور پر دنیا میں پہنچایا نہیں گیا۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ جہاد سے ہم اسلام کا پیغام پہنچا دیں گے حالانکہ جہاد کی اجازت تو صرف اس وقت ہے جبکہ دشمن حملہ کرے۔ فرمایا یہ مسلمانوں کی عمومی حالت ہے کہ وہ صرف تلوار کے زور سے اسلام کو پھیلانا چاہتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ اندرونی طور پر اس قدر اختلافات ہیں کہ مسلمانوں کو ان اختلافات سے باہر نکلنا تو درکنار ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے سے ہی فرصت نہیں ہے۔ پس مسلمان دوہری دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں ایک تو ہر فرقے کا باہمی اختلاف جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے سے حد درجہ دشمنی اور دوسرے جہاد کے ذریعہ اسلام کو پھیلانے کا غلط خیال۔ یہ ہر دو عوامل مسلمانوں کو صحیح نہج پر آگے بڑھنے سے مسلسل روک رہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　　دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اور ساتھ ہی آپ نے بحیثیت حکم و عدل مسلمانوں کے باہمی اختلافات کے حل بھی پیش فرمائے تھے لیکن بدقسمتی سے ان دونوں باتوں کو مسلمان علماء نے ٹھکرا دیا اور علماء کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی کہ ''علماء ھم شرّ مَنْ تحت ادیم اسماء'' کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اور یہاں تک فرمایا کہ ان کی حالت سؤروں اور بندروں کے مشابہ ہو جائے گی۔

پس آج اسلام کے پھیلانے کا کام صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا کام ہے کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعوت الی اللہ کے ہتھیار اور اس کو چلانے کے سلیقے جماعت احمدیہ کو سکھائے ہیں۔

حضرت اقدس امیر المومنین کا یہ خطبہ ہر احمدی مسلمان کے لئے بالخصوص واقفین زندگی کے لئے وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور آپ سے عہد بیعت باندھا ہے ہم نے اس بات پر عمل کرنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی پیدا کریں اس کی تعلیم سیکھیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے دنیا کو بھی یہ پیغام پہنچائیں۔ تبلیغ کے حوالہ سے حضرت امیر المومنین نے بعض ضروری نصائح فرمائیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ فرمایا:

''جو لوگ تبلیغ کرتے ہیں بعض دفعہ غصہ میں آکر مخالف کی زبان استعمال کرنے لگ جاتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری تبلیغ اخلاق کے دائرے میں ہی ہو۔ ان کے پاس دلیل نہیں ہے اس لئے وہ غلط زبان استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کرنے لگیں گے اس کا مطلب ہمارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں۔''

اسی طرح حضور انور نے دعوت الی اللہ کرنے والوں کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ ایسے رنگ میں بات کرو جس کو دوسرا سمجھ سکے اور اس سے اس کی غلط فہمی دور ہو سکے۔

حضور انور نے مبلغین کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ موافق الحق بات کریں۔ وہ بات کریں جو واقعات کے عین مطابق ہو اور جس میں مبالغہ نہ ہو۔ حضور انور نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ مختلف دلائل میں سے جو سب سے اعلیٰ اور مضبوط دلیل ہو اس کو بطور بنیاد اور مرکز کے قائم کیا کرو اور باقی دلائل کو اس کے تابع رکھو۔ اسی طرح یہ بھی نصیحت فرمائی کہ:

❁ تبلیغ میں منہمک رہنا چاہئے یہی اصل نتیجہ ہے۔ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ نتیجہ نکالنا اور اثر پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

❁ ایک نصیحت یہ فرمائی: مستقل مزاجی سے تبلیغ کرو تھکنا نہیں یہ نہیں کہ ایک دن ہم نے کیمپ یا سٹال لگا لیا تبلیغ کر دی اور اس کے بعد کام ختم ہو گیا۔

❁ اسی طرح فرمایا: مناسب طرز پر بات کرنی چاہئے جس طرح دواؤں میں کوئی دَوا کسی کے لئے مفید ہوتی ہے اور کوئی کسی بیماری کے لئے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرایہ میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔

❁ حضور نے فرمایا: آج دعوت الی اللہ ہی جہاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اب تمہارا جہاد قلم کے ذریعہ جہاد ہے جو تمہارے پین کی نوکیں ہیں وہ تلوار کی نوکیں ہیں پس اس کے ذریعہ جہاد کرو۔ حضور انور نے مربیان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مربیان سے میں کہتا ہوں ان کے ذمہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ انہیں صرف جماعت کی تربیت ہی نہیں کرنی بلکہ اس تربیت کے ساتھ ساتھ افراد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جوڑنا ہے۔ جہاں وہ یہ کریں گے وہاں ان کا علم بھی بڑھائیں اور انہیں اس جہاد کے لئے تیار بھی کریں جب وہ یہ کریں گے تبھی اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔ حضور انور نے مربیان کو تبلیغ کے گُر سکھاتے ہوئے فرمایا:

❁ پہلی بات یہ ہے کہ ایک مربی کے اندر تزکیہ نفس ہونا چاہئے۔

❁ اُسے تہجد کی عادت ہونی چاہئے اور پھر جماعت کو بھی عبادتوں کی طرف توجہ دلائے۔

❁ قرآن کریم کا مطالعہ خود بھی گہرائی سے کرے اور جماعت کے افراد کو بھی مطالعہ کی طرف توجہ دلائے۔

❁ ذکر الٰہی کی طرف خود بھی توجہ کرے اور جماعت کے افراد کو بھی توجہ دلائے۔ ذاتی لائبریری بھی ایک بڑی ضروری چیز ہے آجکل کتابوں کا رواج تو کم ہے لیکن alislam ویب سائٹ پر بہت ساری کتابیں ہیں۔ اس طرف توجہ دیں اور مطالعہ کے لئے وقت مقرر کریں۔ توکل الی اللہ کی عادت ڈالیں۔ لوگوں سے تعلقات بہتر بنائیں۔ فرمایا ہماری پی۔ آر بھی کمزور ہوتی ہے اس کی وجہ سے تبلیغی میدان محدود ہو جاتا ہے۔ بہت کم ہیں۔ جن کو تعلقات بڑھانے کی طرف توجہ ہے۔

❁ بدی کی جرأت سے تردید کرنے کا حوصلہ پیدا کریں۔ ❁ مستقل مزاجی کی عادت ڈالیں۔

❁ غور و فکر کی عادت ڈالیں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ فرمایا: ''اگر یہ ہوگا تو پھر ایک انقلاب عظیم ہے جو ہم لوگ پیدا کر سکتے ہیں۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے قابل ہو سکتے ہیں اور تبھی ہم مسلمانوں کو بھی آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کی حقیقت سے آشنا کر سکتے ہیں اور انہیں اسکی بیعت میں آنے کی دعوت دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعوت الی اللہ کے حوالہ سے حضور انور کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مناجات اور تبلیغ حق

(پاکیزہ منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے خدا اے کارساز وعیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کردیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار
کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب وجوار
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے میرے حاجت برار
اے مرے یار یگانہ اے مرے جاں کی پنہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار
میں تو مرکر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفل شیر خوار

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ جو بات کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکمت اور دلائل کے ساتھ کرتی ہے اور اس تعلیم کے مطابق کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں دی اور جس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو تبلیغ کرنی ہے وہ احسن رنگ میں کرنی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی اور بہت سی دوسری آیات میں بھی جہاں تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں احسن رنگ میں تبلیغ کرنے کی ہدایت دی ہے اور نصیحت کرنے کی تلقین فرمائی ہے تا کہ دوسروں پر اثر بھی ہو اور اس کا فائدہ بھی ہو اور وہ لوگ جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کی تبلیغ ہمیشہ پھل لاتی ہے، رنگ لاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بہت حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ایک مبلغ اور داعی الی اللہ کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے کہ جب ہم نے تبلیغ کرنی ہے تو اس کے بہت سارے لوازمات بھی ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔ اگر یہ ہوگا تو تبھی ہم صحیح رنگ میں تبلیغ کر سکیں گے۔

جو لوگ تبلیغ کرتے ہوئے بعض دفعہ غصہ میں آ کر مخالف کی زبان استعمال کرنے لگ جاتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری تبلیغ اخلاق کے دائرے میں ہی ہو۔ ان کے پاس دلیل نہیں ہے اس لیے وہ غلط زبان استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں

بعض دفعہ لوگوں سے تبلیغ میں مبالغہ ہو جاتا ہے حالانکہ تبلیغ میں کسی مبالغے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو سامنے رکھیں۔ احادیث کو سامنے رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو سامنے رکھیں اور تبلیغ کریں اور پھر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے فلاں مولوی یا فلاں عالم سے تبلیغ کر کے اس کو قائل کرنا ہے یا فلاں بحث کرنے والے اور اعتراض کرنے والے کو تبلیغ کرنی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی اسلام کا پیغام پہنچے اور دنیا کو اس بات کا قائل کرنا ہمارا مقصد ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا تھا وہ آ گئے۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ صرف بحثوں اور debates اور لمبے سوال و جواب میں پڑنے کی بجائے تبلیغ کے ذریعہ یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغام حق پہنچا سکتے ہیں اور ان کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

مربیان سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ذمہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ انہیں صرف جماعت کی تربیت ہی نہیں کرنی بلکہ اس تربیت کے ساتھ ساتھ افراد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جوڑنا ہے۔ جہاں وہ یہ کریں گے وہاں ان کا علم بھی بڑھائیں اور انہیں اس جہاد کے لیے تیار بھی کریں۔ جب وہ یہ کریں گے تبھی اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔

قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کے حوالے سے زرّیں نصائح

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 رد سمبر 2025ء بمطابق 12 رفتح 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ۔ (النحل:126)

اس کا ترجمہ ہے کہ اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی اور بہت سی دوسری آیات میں بھی جہاں تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں احسن رنگ میں تبلیغ کرنے کی ہدایت دی ہے اور نصیحت کرنے کی تلقین فرمائی ہے تا کہ دوسروں پر اثر بھی ہو اور اس کا فائدہ بھی ہو اور وہ لوگ جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کی تبلیغ ہمیشہ پھل لاتی ہے، رنگ لاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بہت حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔

پس اس اصول کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ آجکل سوشل میڈیا کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ بہت آسان ہے۔ جو شوق رکھتے ہیں وہ یہ کام بڑے شوق سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا بعض ایسے بھی ہیں جو پبلک جگہوں پر جا کر جہاں ان ملکوں میں اجازت ہے، پاکستان وغیرہ میں تو ویسے بھی تبلیغ کی اجازت نہیں، تو یہ تبلیغ کرنے کا جو شوق رکھتے ہیں وہ وہاں جا کے پورا کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے لیکن تبلیغ کے لیے بھی کچھ شرائط اور آداب ہیں جنہیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے ورنہ الٹا اثر ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی فرمایا ہے۔ پس اس بات کو سمجھیں اور پھر تبلیغ کریں کیونکہ بعض لوگ اپنی تبلیغ سے دوسروں پر منفی اثر ڈالتے ہیں اور بجائے مثبت اثر ہونے کے الٹا اثر ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ غیروں کو جماعت پر بھی اور جماعت کی تعلیم پر بھی اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے جو حقائق سے دور ہے۔

پھر بعض لوگ جو نئے اس میدان میں آئے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑی دلیلیں ہیں تو جب دلیلیں نہیں ہوتیں اور مخالفین کو قائل نہیں کر سکتے اور جو ٹھوس دلیل نہیں دے سکتے تو مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلائل ہیں۔ ہاں! یہ اَور بات ہے کہ کسی کے پاس اس کی سمجھ نہ ہو اور بیان نہ کر سکتا ہو۔

جماعت احمدیہ جو بات کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکمت اور دلائل کے ساتھ کرتی ہے اور اس تعلیم کے مطابق کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں دی اور جس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو تبلیغ کرنی ہے وہ احسن رنگ میں کرنی ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں یعنی تبلیغ کے بارے میں ایک بڑی اہم

ہدایت فرمائی۔آپؑ نے فرمایا کہ

’’مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خوان مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد اسلام ان لوگوں پر ظاہر کریں‘‘ زبان آتی ہے تبلیغ کریں۔آپؑ فرماتے ہیں ’’لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا۔‘‘ یہ بڑی اہم بات ہے۔کیونکہ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ صرف انگریزی خوانی ہی یا کسی زبان کے آنے سے ہی دین کا علم نہیں آ جاتا بلکہ اس کے اَور بھی بہت سارے لوازمات ہیں۔اس میں علم بڑھانے کی ضرورت ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے۔یہاں بھی مختلف جگہوں پر لوگ تبلیغ کرتے ہیں لیکن مخالفین کے سوالوں کے مکمل جواب اور مکمل علم کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے۔اسی طرح سوشل میڈیا پر بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔

پس پہلے ہر داعی الی اللہ اور تبلیغ کا شوق رکھنے والے کو اپنا علم بڑھانا چاہیے۔اعتراضوں کو جمع کریں عموماً جماعتی لٹریچر میں اس کے جواب موجود ہیں اور اگر نہ ہوں تو پھر جو ملک میں تبلیغ کی ٹیم بنی ہوئی ہے ان سے رابطہ کریں،ان سے فائدہ اٹھائیں اور اس ٹیم میں بھی علم رکھنے والے جو لوگ ہیں ان سے مدد لیں۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو کبھی ہاں میں جواب نہیں دوں گا۔پھر آگے آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’میں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اس کی اعلیٰ درجوں کی خوبیوں سے بکلّی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں۔‘‘ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے کہ مبلغ کا،تبلیغ کرنے والے کا روح القدس سے تعلیم پانا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی ہونا چاہیے۔فرماتے ہیں:’’وہ ہماری طرف سے وکیل ہو کر جائیں۔‘‘ یہ تو نہیں ہوسکتا۔فرمایا کہ میرے مبلغوں کو اللہ تعالیٰ سے بھی ایک خاص تعلق ہونا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان کی تائید فرمائے۔آپؑ فرماتے ہیں کہ’’میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اسرع الوقوع ہے۔الّا ماشاءاللہ۔‘‘ (ازالۂ اوہام،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516-517)

مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ایسی بات کریں گے تو اس کا نفع کم اور ضرر زیادہ ہے۔الّا ماشاءاللہ۔بعض موقعوں پر بعض دفعہ فائدہ بھی ہو جاتا ہے،ایک دو مثالیں مل جاتی ہیں۔لیکن عمومی طور پر یہی ہے کہ منفی اثر ہوتا ہے۔پس ایک مبلغ اور داعی الی اللہ کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے کہ جب ہم نے تبلیغ کرنی ہے تو اس کے بہت سارے لوازمات بھی ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔اگر یہ ہوگا تو تبھی ہم صحیح رنگ میں تبلیغ کر سکیں گے۔

تبلیغ کے بارے میں پہلی بات ہمیں یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ واحد نبی ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام لے کر آئے جو تمام دنیا کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام لوگوں اور تمام دنیا کے لیے،تمام قوموں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور نبی بنا کر بھیجا ہے لیکن آج تک کی تاریخ دیکھ لیں کہ مسلمانوں کی کُل آبادی آج بھی دنیا کی آبادی کے چوتھے حصے سے بھی کم ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟اس کی وجہ یہی ہے کہ حکمت سے تبلیغ نہیں کی گئی اور وہ پیغام صحیح طور پر پہنچایا نہیں گیا۔مسلمان سمجھتے ہیں کہ جہاد سے ہم اسلام کا پیغام پہنچا دیں گے حالانکہ جہاد کی اجازت تو صرف اس صورت میں ہے جب دشمن حملہ کرے۔جب مسلمانوں کو جہاد کرنے اور تلوار اٹھانے کی اجازت ملی تو وہ بھی اس وقت ملی تھی جب کافروں یا غیر مسلموں نے اسلام پر حملہ کر کے اسے مٹانا چاہا تھا۔تب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی سورہ حج میں فرمایا تھا کہ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۔(الحج:40) یعنی وہ لوگ جن سے بلا وجہ جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔یہ بڑی بات ہے۔اور پھر تاریخ نے دیکھا تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور اس پر قادر ہوا۔پس اللہ تعالیٰ نے جب جنگ کی اجازت دی تو اس وجہ سے دی کہ ظلم ہو رہا تھا لیکن آجکل کا جو زمانہ ہے وہ اس قسم کے جہاد کا نہیں ہے۔دین کی خاطر کوئی جنگ نہیں ہو رہی چاہے بہانوں سے مسلمانوں پر ظلم بھی ہو رہا ہے لیکن دین کا نام نہیں لیا جاتا۔اللہ تعالیٰ نے بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کریم کے جہاد کو ہی جہاد اکبر قرار دیا ہے۔(الفرقان:53)

پس یہ مسلمانوں کی عمومی حالت ہے جس کی وجہ سے آج بھی ہم جو مسلمان ہیں وہ دنیا کی آبادی کے چوتھے حصے سے بھی کم ہیں۔

ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے کہ ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور آپؑ سے عہد بیعت باندھا ہے۔ہم نے اس بات پر عمل کرنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی پیدا کریں۔اس کی تعلیم سیکھیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے دنیا کو بھی یہ پیغام پہنچائیں۔

بعض لوگ نیک نیتی سے کام کرتے ہیں جیسا کہ میں نے شروع میں کہا ہے لیکن انہیں پوری طرح علم نہیں ہوتا یا تعلق باللہ کا وہ معیار قائم نہیں ہوتا جو ایک داعی الی اللہ کا ہونا چاہیے جس کے نتیجہ میں پھر انہیں مایوسی ہوتی ہے۔

اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تبلیغ کے لیے حکم دیے ہیں اور بعض ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ بہت ساری روایتیں ملتی ہیں۔

ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کریں۔

(کنز العمال جلد 5 جزء 10 صفحہ 105 حدیث 29268 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ،بیروت)

پہلی بات یہی ہے کہ جس کی جتنی عقل ہے،جتنا اس کا علم ہے یا جس مزاج اور مذہب کا وہ آدمی ہے اس کے مطابق اس سے بات کی جائے۔مثلاً مسلمانوں کو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا بتانا ہے تو ان کو قرآن اور حدیث اور ان کے بزرگوں کی کتب سے بتانا چاہیے۔

تبلیغ کرنے والوں کو آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔یہ ایک لمبی حدیث ہے۔اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا۔تبلیغ کرنے والوں کے لیے یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ہمیشہ اس کے اپنے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوں اور حقوق العباد کا وہ معیار ہو کہ وہ کبھی کسی مظلوم کی بددعا لینے والا نہ ہو بلکہ ہمیشہ مظلوم کی دعائیں لینے والا ہو۔جب وہ دعائیں لینے والا ہوگا تو کاموں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔فرمایا:اس لیے بچنا چاہیے کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہے۔(صحیح البخاری (مترجم) جلد 4 صفحہ 459 کتاب المظالم والغصب باب الاتقاء دالحذر من دعوۃ المظلوم حدیث 2448،نور فاؤنڈیشن)

پس ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے۔

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں مَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’خدا نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ دور کریں۔اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔‘‘ یعنی ہمیشہ نرمی استعمال کی ہے۔خود اپنا حال بیان فرما رہے ہیں کہ میں تو ہمیشہ نرمی اور آہستگی سے جواب دیتا ہوں۔یہی میرا اصول ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے’’اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے‘‘

پس تبلیغ کا یہ طریقہ ہے جو ہمیں اختیار کرنا چاہیے۔پس جو لوگ تبلیغ کرتے ہوئے بعض دفعہ غصہ میں آ کر مخالف کی زبان استعمال کرنے لگ جاتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری تبلیغ اخلاق کے دائرے میں ہی ہو۔ان کے پاس دلیل نہیں ہے اس لیے وہ غلط زبان استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کریں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سختی کی ہے۔پہلی بات تو وہی ہے جو میں نے بیان کی کہ آپؑ نے سختی نہیں کی اور جہاں آپؑ نے سختی کی وہاں آپؑ نے لوگوں کو یہ جواب دیا کہ

’’بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پا کر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔‘‘ نیت یہاں بھی نیک تھی۔’’اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت......وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی‘‘ ہے۔یہ سختی جو میں نے کی ہے کوئی دل کی رنجشیں نہیں تھیں۔یہ تو ایک سبق دینے کے لیے تھا اور دوسرا یہ کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ جوش میں آ جاتے ہیں ان کے جوش کو دبانے کے لیے تا کہ اگر میں جواب دے دوں تو مسلمان لوگ بھی غلط قسم کا قدم نہیں اٹھائیں گے اور مار دھاڑ پر نہ آ جائیں۔فرمایا کہ’’اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی‘‘ توہین،تحقیر اور بدزبانی کی انتہا پر ہم نے کی ہے۔جو کہیں میرا کوئی سخت لفظ لکھا ہوا نظر آتا ہے تو کیونکہ اس وقت جو مخالفت ہو رہی تھی جب وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی’’توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی‘‘اور جب وہ انہوں نے اس وقت انتہا تک پہنچا دی تو ان کی بدزبانی کی وجہ سے سختی کی ہے۔فرمایا کہ’’اور ہمارے سیّد و مولیٰ سرور کائنات،فخرِ موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُرشر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقضِ امن پیدا ہو۔تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا۔‘‘(البلاغ،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 385)

پس آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں سخت الفاظ سے جماعت کو روکا ہے اور یہی فرمایا ہے کہ بعض جگہ میں نے یہ الفاظ بعض مجبوریوں کی وجہ سے استعمال کیے ہیں لیکن تم لوگوں نے نرمی کرنی ہے،تم لوگوں نے سخت الفاظ استعمال نہیں کرنے۔اور آپؑ نے اس سختی میں ان کی تاریخ کے حوالے سے باتیں کی ہیں۔ان کی طرح گالیاں اور غلیظ زبان استعمال نہیں کی۔

پھر اسی طرح اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ’’ہمارے لیے قرآن کریم میں یہ حکم ہے کہ وَلَا تُجَادِلُوۡۤا اَہۡلَ الۡکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ‘‘یہ سورہ عنکبوت کی آیت ہے۔مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر اس دلیل سے جو بہترین ہو‘‘اور دوسری جگہ‘‘ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا’’یہ حکم ہے کہ اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیے کہ ان کو فائدہ بخشے‘‘ اور یہی اصول ہر مذہب کے ماننے والے،تبلیغ کرنے والے کے لیے ہے چاہے وہ یہودی ہو،عیسائی ہو،ہندو ہو یا آجکل مسلمانوں میں سے جو مسیح موعود علیہ السلام کو مسلمان نہیں مانتے ان کو تبلیغ کے لیے بھی یہی نصیحت ہے کہ حکیمانہ طریق اور ناصحانہ طور پر کاربند ہونا چاہیے۔فرمایا:’’لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد

سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں۔'' یہ غلط طریق ہے جو'' ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ وجدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لیے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 317-318)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تفسیر کبیر میں اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ کی وضاحت کی ہے۔

آپ نے حکمت کے معنی لغت کے لحاظ سے بتائے ہیں۔ مختلف لغات میں لغت کے حساب سے اس کے معنی کیا ہیں؟ فرماتے ہیں کہ

حکمت کے معنی حلم کے بھی ہوتے ہیں اور یہ کہ نرمی کے ساتھ اور عقل سے کام لیتے ہوئے بات کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کیونکہ جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ جلد تیز ہو کر غصے اور جوش میں آجاتا ہے وہ دوسرے کو ہرگز سمجھا نہیں سکتا۔

اسی طرح حکمت کے ایک معنی نبوت کے بھی ہوتے ہیں اور ان معنوں کی رو سے مطلب یہ ہوگا کہ الٰہی کلام کی مدد سے لوگوں کو دین کی طرف بلاؤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کلام دیا ہے اور جو دلائل خود قرآن کریم نے دیے ہیں انہی کو پیش کرو۔ اپنے پاس سے ڈھکوسلے نہ پیش کیا کرو۔ آپؓ نے بڑی حسرت سے فرمایا تھا کہ اگر اس گُر کو مسلمان سمجھتے تو یہودیت اور عیسائیت کو کھا جاتے۔ ہمارا ہتھیار قرآن کریم ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَاهِدۡهُمۡ بِهٖ۔ اس قرآن کی تلوار لے کر دنیا سے جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو۔ لیکن افسوس کہ آج دنیا کی ہر چیز مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے جو دولت مند ملک ہیں لیکن اگر نہیں تو یہی تلوار جسے لے کر نکل کھڑے ہونے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ یعنی تبلیغ کے لیے قرآن کریم کے دلائل سے نکلو۔ تیل کی دولت ہے، بہت ساری تجارتیں ہیں۔ بہت سارے ممالک ہیں مسلمانوں کے۔ چوّن ملک مسلمانوں کے ہیں لیکن اسلام کی تعلیم کے ساتھ جو جہاد جس طرح کرنا چاہیے تھا انہوں نے اس طرح نہیں کیا۔

پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا لغت کی رو سے کہ حکمت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جو جہالت سے روکے۔

اب اس کی رو سے آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ تم ایسے طریق سے کلام کیا کرو جس کو دوسرا سمجھ سکے اور اس سے اس کی غلط فہمی دُور ہو سکے۔ یعنی وہ بات ہونی چاہیے جو جہالت کا قلع قمع کرے اور مخاطب کے فہم کے مطابق ہو۔ چنانچہ حدیث میں بھی آتا ہے۔ امرنا رسول اللہِ صلی اللہ عَلیہِ واٰلِہٖ وسلم ان نکلِم الناس علی قدرِ عقولِھِم۔ کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق کلام کیا کرو۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی یہ حدیث بتائی ہے۔ بعض لوگ لیکچر دیتے ہیں تو موٹے موٹے لفظ اور اصطلاحات استعمال کر کے رعب ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان تقریروں سے جاہلوں پر رعب تو ضرور پڑ جاتا ہوگا شاید مگر فائدہ تقریروں سے کوئی نہیں اٹھاتا۔ اب یہاں بھی یہی ہوتا ہے۔ غیروں سے یا بعض دفعہ علماء سے ہم باتیں کرتے ہیں تو وہ بھی اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن اگر اس طرح ہم نے باتیں کیں تو ان کو تو پتہ نہیں فائدہ ہونا ہے یا کہ نہیں لیکن عوام الناس کو اصل چیز سمجھ نہیں آتی۔ وہ بس لفاظی کے چکر میں ہوتے ہیں۔ جب آسان زبان میں سمجھائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ سننے والوں میں سے بہت سے ایسے لوگ ہوں جن کو آسان زبان میں بات سمجھ آجائے اور وہ ان لفاظی کرنے والوں کی بجائے آپ کی بات سن کر اس پر زیادہ توجہ دینا چاہیں۔

پھر آپؓ نے فرمایا کہ موافق الحق کلام کو بھی حکمت کہتے ہیں۔

یہ بھی لغت میں لکھا ہے۔ ان معنوں کے رو سے اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسی بات کیا کرو جو سچی اور واقعات کے مطابق ہو۔ بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ ہم سچے دین کی طرف ہی بلا رہے ہیں بعض غلط باتوں کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔

بعض دفعہ لوگوں سے تبلیغ میں مبالغہ ہو جاتا ہے حالانکہ تبلیغ میں کسی مبالغے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو سامنے رکھیں۔ احادیث کو سامنے رکھیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو سامنے رکھیں اور تبلیغ کریں اور پھر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

فرمایا کہ یہ طریق غلط ہے کہ غلط باتوں کو بیان کیا جائے۔ دشمن کے مقابلہ میں جو بات کہو سچی کہو۔ دوسروں کو ہدایت دیتے دیتے خود ہی گمراہ نہ ہو جاؤ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اہۡتَدَیۡتُمۡ۔ (المائدہ: 106) اگر تم ہدایت پر قائم رہتے ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو کہ دوسرا گمراہ ہوتا ہے کہ نہیں۔ دوسرے کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اپنے آپ کو بچاؤ۔ یعنی کوئی ایسی بات جو گناہ ہو، غلط ہو اس خیال سے نہ کرو کہ اس کے ذریعہ سے میں دوسرے کو ہدایت دوں گا۔ جب تمہاری ہدایت اور دوسرے کی ہدایت ٹکرا جائے تو اس وقت تم اپنی ہدایت کی فکر کرو اور دوسرے کی ہدایت کو خدا پر چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ مومن کافر ہو جائے اور کافر مومن ہو جائے۔ وہ تو دوسروں کو ہدایت دینا چاہتا ہے۔

پھر آپؓ نے اسی حکمت کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لغات میں سے یہ بھی کہا کہ محل و موقع کے مناسب کلام کو بھی حکمت کہتے ہیں۔

ان معنوں کے رو سے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ تبلیغ میں برمحل بات کرنی چاہیے۔ اگر بعض دلائل سے دشمن کے برانگیختہ ہونے یا غصہ میں آنے کا اندیشہ ہو اور یہ خطرہ ہو کہ وہ اس طرح سے تمہاری بات نہیں سنے گا تو یہ مناسب نہیں کہ بلاوجہ اس کو چڑاؤ۔ تم اس کے سامنے دوسرے دلائل بیان کرو جن کو وہ ٹھنڈے دل سے سن سکے۔

گویا بات کرتے وقت پہلے مزاج شناسی کرلو۔ اگر تم ان کو خواہ مخواہ بھڑکاؤ گے تو ایسی تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ محض اپنی بڑائی بیان کرنے اور یہ بتانے کے لیے کہ ہم سچے ہیں، مسیح موعودؑ سچے ہیں، اسلام سچا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً تمام دنیا کے لیے نبی ہیں۔ یہ باتیں اگر بغیر دلیل کے کرو گے تو ان سے اشتعال ہی پیدا ہوگا۔ حکمت سے بات کرو تا کہ لوگوں کو ان باتوں کی سمجھ بھی آئے۔

پس یہ ہے خوبی کہ اللہ تعالیٰ نے مختصر الفاظ میں تبلیغ کے سارے گُر بیان کر دیے ہیں اور یہی وہ طریقہ ہے کہ اگر ہم تبلیغ کرنے والے اس پر عمل کریں تو ان شاء اللہ کامیابیاں بھی ملیں گی۔

اَلۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ۔ یعنی وہ کلام جو دلوں کو نرم کر دیتا ہے اور ان پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اس نصیحت کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ توجہ دلائی ہے کہ خشک دلیلوں سے کام نہیں چلایا کرو۔

اب آج یہ جماعت احمدیہ کا کام ہے کہ وہ اسلام کا یہ پیغام دنیا کو بتائیں۔ ہر ایک جس سے بھی مخالف یا مقابل کے طور پر بات چیت ہو اس کو یہ بتایا جائے کہ دین میں محض خشک دلیلیں نہیں ہیں بلکہ نصیحت کے مختلف پہلو ہیں جن پر عمل کرنا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ جذبات ابھارنے والی باتیں بھی کیا کرو اور حکمت کے ساتھ مَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ کو بھی شامل رکھا کرو۔ اور حَسَنَۃ کا لفظ رکھ کر بتا دیا کہ جھوٹی غیرتیں نہ دلاؤ جیسا کہ آجکل کے جاہل علماء لوگوں کو بلاوجہ راستبازی کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ۔ کہہ کر یہ بتایا کہ ان سے جھگڑا کرتے وقت یعنی بحث کرتے وقت یہ بھی مدّنظر رکھا کرو کہ مختلف دلائل میں سے جو سب سے اعلیٰ اور مضبوط دلیل ہو اس کو بطور بنیاد اور مرکز کے قائم کیا کرو اور باقی دلائل کو اس کے تابع رکھو کیونکہ تائیدی دلیل کے ٹوٹ جانے سے اصل دلیل کو کوئی ضعف نہیں پہنچتا۔ اس کے برخلاف اگر مرکزی نقطہ کمزور ہو تو مضبوط تائیدی دلائل بھی کوئی زیادہ فائدہ نہیں دیتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی علم رکھتا ہے۔ پس اس میں بتلایا کہ تم اچھی طرح سے تبلیغ کرتے رہو لیکن اگر لوگ نہ مانیں تو اس سے یہ نتیجہ نکال کر مایوس نہ ہو جانا کہ ہمیں تبلیغ کرنی ہی نہیں آتی کیونکہ ممکن ہے کہ تمہاری تبلیغ میں کوئی نقص نہ ہو مگر مخاطب کے دل پر اس کے گناہوں کا ایسا زنگ ہو کہ خدا تعالیٰ اس کے لیے ہدایت کی کھڑکی نہ کھولے۔ غرض تبلیغ میں منہمک رہنا چاہیے۔ یہی اصل چیز ہے۔ ہمارا کام تبلیغ کرتے رہنا ہے۔ نتیجہ نکالنا اور اثر پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 271-274، ایڈیشن ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ'' بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور اور بدکاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور کرتوتیں'' ہیں۔ جو'' وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس بات سے کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔'' جو نیک فطرت ہیں ان پر کہاں اثر ہوتا ہے ان کا۔ پس اگر تمہارے دلوں پر ان مولویوں کی تبلیغ کا اثر نہیں ہوتا تو پھر اپنا حال دیکھ لو۔ اگر تم بھی ایسی باتیں کرو گے تو تمہاری باتوں کا کہاں اثر ہوگا۔ اس سے اندازہ کرلو کہ اگر تم تبلیغ کر رہے ہو تو تمہیں پہلے اپنے عمل کو درست کرنا چاہیے اور خدا سے تعلق پیدا کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہوگا تو تب ہی تمہاری تبلیغ صحیح ہوگی۔ کامیاب اور کارآمد ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا کہ''...... اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو اللہ کو قرآن شریف میں'' لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ کی کیا ضرورت تھی۔'' لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف: 3) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے'' آئندہ بھی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے لوگ ہوں گے جو تبلیغ کرتے ہیں تو ان کی دلیلیں سن کر لوگ بعض دفعہ قائل تو ہو جاتے ہیں لیکن پھر جب ان کے عمل دیکھتے ہیں تو بدک جاتے ہیں۔ لیکن اگر تم تبلیغ کرنا چاہتے ہو تو پھر اپنے قول و فعل کو برابر رکھو تبھی تمہاری تبلیغ کامیاب ہوگی اور اس میں برکت بھی پڑے گی۔

پھر فرمایا کہ''...... تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کرلو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی۔'' جس طرح کامیابی ہوئی اور دلوں میں تاثیر آپ نے پیدا کی'' اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لیے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67،68، ایڈیشن 1984ء)

پس اگر ہم نے تبلیغ کا عمل کرنا ہے اور پیغام پہنچانا ہے تو آپ کو اس طریق پر عمل کرنا پڑے گا۔ ہمیں اس طریق پر عمل کرنا پڑے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا پڑے گا۔

پھر اسی بات کو بیان کرتے ہوئے کہ لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور جگہ فرماتے ہیں کہ مومن کو دورنگی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت رکھو۔ جب صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ

تب ہی تبلیغ میں بھی برکت پڑے گی۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 374)

صرف یہ دیکھ لینا کہ آج میرے پاس میڈیا آ گیا تو میں تبلیغ کرلوں اس سے تبلیغ کے نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔

پھر آپؑ نے وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ کی تشریح ایک جگہ اس طرح فرمائی کہ

’’جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔‘‘ یعنی زبان سے نصیحت کرنی ہے کرو۔ ’’ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔‘‘ الفاظ ایک ہی طرح کے ہیں۔ ایک ہی بات کہنی ہے لیکن ایک بات ایک طرز سے کی جائے تو دشمن بنا دیتی ہے اور نرم الفاظ میں کی جائے تو دوست بنا دیتی ہے۔ ’’پس جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرزِ کلام کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے يُؤۡتِي الۡحِكۡمَةَ مَنۡ يَّشَآءُ۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 127، ایڈیشن 1984ء)

یعنی جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ

’’اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 323، ایڈیشن 1984ء)

پس پہلی چیز یہی ہے۔ یہ کوئی کریڈٹ نہیں ہے کہ ہم نے تبلیغ کر دی یا ہم نے ان کو پیغام پہنچا دیا۔ پیغام پہنچانے کے ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم نے اپنی حالت میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے۔ صرف پیغام پہنچانا کافی نہیں ہے۔ اسی پر فخر نہیں ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہو گئے۔ ہم نے تبلیغ کر دی اور داعی الی اللہ میں ہمارا نام آ گیا۔ نہیں! بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ سب سے اوّل یہی وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ ہاں! پھر جب نمونہ بن جاؤ گے تو پھر دنیا میں اُسے پھیلاؤ۔ پھر دیکھو کیا انقلاب آتے ہیں۔ جو انقلاب دنیا میں پیسے والے نہیں پیدا کر سکے وہ تم پیدا کرو گے۔

جو لوگ چند دن تبلیغ کر کے سمجھتے ہیں کہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ اس کے بارے میں بھی آپؑ نے فرمایا کہ چاہیے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلا کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جاتا ہے۔ پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ یہ مستقل مزاجی سے تبلیغ کرنے والی بات ہے۔ غرض آہستہ آہستہ پیغامِ حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ یہ ہمارا کام ہے۔ تھکنا نہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دن ہم نے کیمپ یا سٹال لگا لیا۔ تبلیغ کر دی اور اس کے بعد کام ختم ہو گیا۔ نہیں۔

کیونکہ آجکل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ آجکل لوگ خدا کے ساتھ تعلق کو دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہؓ اس زمانے میں ہوتے تو لوگ انہیں سودائی کہتے اور وہ انہیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں، طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے اور بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔

آجکل تو دنیا میں بہت زیادہ دنیا دار لوگ ہیں۔ جو اُس زمانے سے جب آپؑ نے بات کی ہے اس زمانے میں دنیا داری میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ یہ دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان پر کیا اثر ہونا ہے؟ اس لیے یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے فلاں مولوی یا فلاں عالم سے تبلیغ کر کے اس کو قائل کرنا ہے یا فلاں بحث کرنے والے اور اعتراض کرنے والے کو تبلیغ کرنی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی اسلام کا پیغام پہنچے اور دنیا کو اس بات کا قائل کرنا ہمارا مقصد ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا تھا وہ آ گئے۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ صرف بحثوں اور debates اور لمبے سوال و جواب میں پڑنے کی بجائے تبلیغ کے ذریعہ یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغام حق پہنچا سکتے ہیں اور ان کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے بھی یہی کیا تھا۔ وہ تبلیغ کیا کرتے تھے لیکن آجکل چونکہ لوگ دنیاوی فکروں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کو سمجھانا مشکل ہے اس لیے بڑی حکمت سے انہیں سمجھانا پڑتا ہے۔ اگر ہمارے عملی نمونے میں وہی بات آ گئی ہو تو خود بخود لوگوں کی توجہ بھی ہماری طرف پیدا ہوگی۔

آپؑ نے اپنی ایک مثال دی کہ ایک تحصیلدار تھا۔ وہ میرے سے بحث کیا کرتا تھا۔ اس کو میں نصیحت کیا کرتا تھا۔ تو وہ میرا مذاق اڑاتا تھا لیکن مَیں نے بھی اس کو نہیں چھوڑا۔ میں نے کہا تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ بتاتا رہوں گا، نصیحت کرتا رہوں گا۔ شاید آپ نے اس کی کوئی سعید فطرت دیکھ لی ہوگی۔ تو بہرحال کہتے ہیں میں اس کو مستقل مزاجی سے نصیحت کرتا رہا اور آخر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ دھاڑیں مار مار کے رونے لگ گیا اور مجھ سے معافیاں مانگنے لگ گیا۔ کہاں مذاق اڑاتا تھا، استہزا کرتا تھا، کہاں رونے والی حالت ہو گئی اس کی بلکہ رونا شروع کر دیا۔ تو آپؑ فرماتے ہیں کہ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شقی ہو اور بدبخت آدمی لگتا ہے لیکن ہوتا وہ سعید ہے۔ جب اس کے پیچھے پڑ کے اس کی سمجھ کے مطابق اور حکمت سے کام لے کر باتیں کرتے رہو تو وہ سمجھ جاتا ہے۔ فرمایا کہ

یاد رکھو کہ ہر قفل کے لیے ایک کلید ہے۔ ہر تالے کی ایک چابی ہوتی ہے۔ بات کے لیے بھی ایک چابی ہے اور وہ مناسب طرز ہے۔ مناسب طرز سے بات کرنی چاہیے۔

آپؑ فرماتے ہیں جس طرح دواؤں میں کوئی دوا کسی کے لیے مفید ہوتی ہے اور کوئی کسی بیماری کے لیے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہیے کہ کسی کے بُرا کہنے کا بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کیے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل ہوتے ہیں۔ بہت باتیں سن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقع پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنی چاہیے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 119-120)

ہر طبقے کو نصیحت کرنی ہے۔ امراء کو بھی اور غرباء کو بھی۔ امراء کی تبلیغ کا یہ گُر آپؑ نے بتایا کہ موقع محل کے لحاظ سے جب دیکھو تب کوئی نصیحت کی بات کرو۔ پھر اس ضمن میں آپؑ حضرت ابن عربی کی مثال دیتے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ

’’فرعون کے لیے کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نرمی کا سلوک کرنے کی ہدایت کی۔ اس میں بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخر اسے ایمان نصیب ہو جاوے گا۔ چنانچہ‘‘ وہ لکھتے ہیں کہ ’’اٰمَنۡتُ کا لفظ اسی کے منہ سے نکلا۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 232)

آخر جب وہ مرنے لگا اور ڈوبنے لگا تو اس نے یہی لفظ کہا تھا کہ اٰمَنۡتُ۔

حضرت مصلح موعودؓ تبلیغ کے بارے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسفؑ کو قید میں ڈالا گیا تو وہاں دو اَور قیدی بھی تھے۔ اس کا بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے میں عجیب حکمت سے کام لیا۔ چونکہ خطرہ تھا کہ تبلیغ کرنے پر گھبرائیں گے اس لیے پہلے انہیں تسلی دے دی کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا بلکہ کھانا آنے سے پہلے ہی تم کو فارغ کر دوں گا۔ یہ اس لیے کیا کہ وہ گھبرا نہ جائیں اور غور سے سنتے رہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تبلیغ کا موقع نہیں ملتا تھا۔ انہوں نے ان کے سوال کو غنیمت جانا جو قیدیوں نے خوابوں کی تعبیر پوچھنے کے بارے میں کیا تھا اور سمجھ لیا کہ ان کی ضرورت کے پورا ہونے سے پہلے تبلیغ کروں گا تو یہ سننے پر مجبور ہوں گے۔

پھر آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دی۔ حضرت یوسفؑ نے نہیں۔ یہ ایک مثال تو حضرت یوسفؑ کی ہے۔ دوسری مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ ابتدائی زمانے میں جب آپؐ نے دعویٰ پیش کیا۔ جب آپؐ اہلیانِ مکہ کو تبلیغ کرنا چاہتے تھے تو وہ لوگ اس سے کترا جاتے تھے اور تبلیغ نہیں سنتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوت کا انتظام کیا اور آپؐ نے کھانا کھلا کر تبلیغ کرنی چاہی مگر وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اس پر آپؐ نے یہ تدبیر کی کہ پھر دعوت دی اور کھانا آنے سے پہلے ان کو اپنے دعویٰ سے آگاہ کر دیا۔ وہ لوگ کھانے کے انتظار میں بیٹھنے پر مجبور تھے۔ اس لیے آپؐ کو اپنی بات سنانے کا موقع مل گیا۔

اس آیت سے انبیاء کے وعظ کا طریق بھی معلوم ہوتا ہے۔ پس ان کی اتباع میں وعظ و نصیحت کرتے وقت ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ بات کہی بھی جائے اور دوسروں پر گراں بھی نہ گزرے۔ یعنی ایک اصول بتا دیا کہ ایسی بات کرو جو صحیح بھی ہو لیکن اس طرح کرو کہ وہ دوسروں کو بوجھ بھی نہ لگے۔ پس حکمت سے بات کرنی چاہیے اور اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 312-313)

اُس وقت جبکہ یورپ کے اسلام لانے کا خیال بھی نہیں آ سکتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریزی میں اپنے مضامین ترجمہ کرا کے یورپ میں تقسیم کرائے اور جب خدا تعالیٰ نے آپ کو جماعت عطا فرمائی تو آپؑ نے انہیں ہدایت کی کہ جہاد اسلام کا ایک اہم جزو ہے وہ کسی وقت بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اسلام کے ایسے احکام ہیں جن پر عمل کرنا ہر زمانے میں ضروری ہے اسی طرح جہاد بھی ایسے اعمال میں سے ہے جن پر ہر زمانے میں عمل کرنا ضروری ہے۔ جس پر عمل کرنا ہر زمانے میں ضروری ہے۔ پس جہاد کا یہ طریقہ ہے۔ اس زمانے میں جہاد کیا ہے؟ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے۔ ہم جہاد کرتے ہیں لیکن طریقہ بدل گیا ہے۔ اس پر بحثیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ غیر احمدی مسلمان ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم جہاد نہیں کرتے۔ جہاد کے منکر ہیں حالانکہ یہ جہاد ہی ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ یعنی تبلیغ کر کے پیغام پہنچا رہے ہیں۔ دنیا میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور احمدیت کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیم سے آگاہ کر رہے ہیں۔ افریقہ، یورپ، ساؤتھ امریکہ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر میں بھی ہمارے مشن موجود ہیں۔ تو یہ سب کس لیے ہے۔ یہ وہی جہاد ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ ہم جہاد کے قائل نہیں غلط ہے۔ ہاں! جیسا کہ میں نے کہا جہاد کا طریقہ بدل گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تمہارا جہاد قلم کے ذریعہ جہاد ہے۔ جو تمہارے پین کی نوکیں اور نبیں ہیں وہ تلوار کی نوکیں ہیں۔ پس اس کے ذریعہ جہاد کرو۔ یہ دین کی اشاعت کا کام ہے اور اس کا زمانہ ہے اور اس کے لیے یہ ضروری ہے۔ پس اس طرح قلم سے جہاد کرنا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور دنیا کو بتانا چاہیے کہ تم ہم سے کیا بحث کرتے ہو کہ یہ مسیح موعود نہیں ہے جس نے دعویٰ کیا ہے۔ یا مسیح موعود نے اس طرح نہیں آنا تھا۔ یہ غلط ہے۔ ایک طرف دیکھیں۔ ان کو ہمیں صحیح طرح بتانا پڑے گا کہ قرآن اور حدیث کیا کہتے ہیں۔ ایک طرف وہ مانتے ہیں کہ مسیح اور مہدی نے آنا ہے دوسری طرف انکار بھی کرتے ہیں۔ ہم ان کی بحثوں کو لغوی معنوں اور جھگڑوں میں لے کر بیٹھ جائیں تو اس سے فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔

ان سے کہنا چاہیے کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے نبی اور رسول بن کر آئے تھے۔ آج ہماری تعداد تو دنیا کی آبادی کے چوتھے حصہ سے بھی کم ہے۔ جب تک ہم دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے نہیں لے آتے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بہت کام کر لیا ہے۔

آج یہ ہمارا کام ہے کہ اس طرح کا جہاد کریں اور تبھی ہمارا جہاد کامیاب ہوگا۔ ورنہ کیا یہ جہاد جو مسلمان کرنا

چاہتے ہیں یہ کوئی کارآمد جہاد ہے۔اس کا کوئی نتیجہ نکل رہا ہے۔کچھ بھی نہیں نکل رہا۔

پس یہ وہ جہاد ہے جو ہر احمدی کو کرنا ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے نہ کہ تلوار سے جس کا مسلمانوں کے لیے نتیجہ بھی کچھ نہیں نکل رہا۔ ہر جگہ سبکی اٹھا رہے ہیں لیکن عقل اور حکمت کے ساتھ یا یہ جو باتیں میں نے بتائی ہیں ان کے ساتھ تبلیغ کے ذرائع حکمت سے استعمال کریں۔اللہ سے تعلق پیدا کریں۔

مربیان کو بھی چاہیے کہ افراد جماعت کی تربیت کر کے ایسی فوج تیار کریں جو یہ جہاد کرے اور مربیان سے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ذمہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔انہیں صرف جماعت کی تربیت ہی نہیں کرنی بلکہ اس تربیت کے ساتھ ساتھ افراد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جوڑنا ہے۔ جہاں وہ یہ کریں گے وہاں ان کا علم بھی بڑھائیں اور انہیں اس جہاد کے لیے تیار بھی کریں۔ جب وہ یہ کریں گے تبھی اپنا عہد پورا کرنے والے ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مربیان کو نصیحت کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ تبلیغ کس طرح کرنی چاہیے اور ایک مربی کو کس طرح ہونا چاہیے؟

بلکہ دو تین موقعوں پر آپؓ نے مربیان کو یہ نصائح فرمائی ہیں لیکن وہ تو لمبی ہیں۔کبھی موقع ہوا تو بیان کروں گا اس وقت جو ضروری باتیں ہیں میں ان کا مختصر خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ایک مربی کے اندر تزکیہ نفس ہونا چاہیے وہ خود تزکیہ نفس کی کوشش کرے اور پھر آگے جماعت میں بھی تزکیہ نفس کرنے کی کوشش کرے۔اسے تہجد کی عادت ہونی چاہیے اور پھر جماعت کو بھی عبادتوں کی طرف توجہ دلائے۔قرآن کریم کا مطالعہ خود بھی گہرائی سے کرے اور جماعت کے افراد کو بھی مطالعہ کی طرف توجہ دلائے۔اگر داعیان الی اللہ تیار کرنے ہیں تو انداز یہ ہونا چاہیے کہ انسان ذکر الٰہی کی طرف خود بھی توجہ کرے اور جماعت کے افراد کو بھی توجہ دلائے۔ اس طرف بھی آپؓ نے توجہ دلائی کہ ذاتی لائبریری بھی ایک بڑی ضروری چیز ہے کیونکہ اس سے پڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔اسی طرح آجکل کتابوں کا رواج تو کم ہے لیکن alislam پر ویب سائٹ پر بہت ساری کتابیں ہیں اور بہت سارا جماعتی لٹریچر موجود ہے جنہیں کتابیں خریدنے کی توفیق نہیں یا ان کو اس طرح شوق نہیں پیدا ہوتا وہ کم از کم اس طرف توجہ دیں اور مطالعہ کے لیے ایک وقت مقرر کریں۔

پھر اسی طرح توکل علی اللہ ہے جو بہت زیادہ ہونا چاہیے۔انسان کو خوش آمدی نہیں ہونا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ذریعہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہی ہمیں ہر چیز ملتی ہے۔

لوگوں سے تعلقات بہتر کرنے چاہئیں۔ ہماری پی آر بھی کمزور ہوتی ہے اس کی وجہ سے تبلیغی میدان محدود ہو جاتا ہے۔اس طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ بہت کم ہیں جن لوگوں کی تعلقات بڑھانے کی طرف توجہ ہے۔ جب ہم اس میں بڑھیں گے اور اپنی ٹیم کو بھی آگے بڑھائیں گے تو ہمارے تبلیغ کے میدان بھی مزید کھلتے چلے جائیں گے۔

پھر بدی کی جرأت سے تردید کرنے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے جو مربی میں ہونی چاہیے اور اسے آگے جماعت میں بھی پیدا کرنی چاہیے۔ مستقل مزاجی کی عادت ہونی چاہیے۔ یہ عمل نہیں ہونا چاہیے کہ چار دن نیکیاں کر لیں، تبلیغ کا جوش دکھا دیا یا عبادت کر لی اور اس کے بعد بھول گئے۔نہیں! بلکہ جہاں وہ خود مستقل مزاجی سے ان چیزوں پر قائم ہو وہاں جماعت کے اندر بھی یہ روح پیدا کریں۔ جب مربیان خود عمل کر رہے ہوں گے تو جماعت کے اندر بھی یقیناً یہ روح پیدا ہو رہی ہوگی۔تب ایسے داعیان الی اللہ تیار ہوں گے جو لوگوں کے جواب بھی صحیح طریق سے دے سکیں گے اور ان کی حالت سبکی والی نہیں ہوگی۔

(ماخوذ از نصائح مبلغین از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی۔صفحہ 1 تا 13 و صفحہ 20)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ زبان سیکھنے والوں کو صرف تبلیغ کا طریق نہیں آجاتا بلکہ اصل چیز علم ہے۔ پھر غور و فکر کرنے کی عادت ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہونا چاہیے۔ یہ بہت ساری باتیں ہیں جو ایک مربی میں جہاں ہونی چاہئیں وہاں ان کو جماعت کو سکھانے کی طرف بھی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر یہ ہوگا تو پھر ایک انقلاب عظیم ہے جو ہم لوگ پیدا کر سکتے ہیں۔تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے قابل ہو سکتے ہیں اور تبھی ہم مسلمانوں کو بھی آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کی حقیقت سے آشنا کر سکتے ہیں اور انہیں اس کی بیعت میں آنے کی دعوت دے سکتے ہیں۔

پس بہت ساری ذمہ داریاں ہیں جو ہمیں ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اس کی ضرورت ہے اور اس میں ہمارے مربیان کو بہت بڑا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے اور داعیان الی اللہ کو بھی توفیق دے کہ وہ صحیح علم حاصل کریں۔اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور پھر اسلام اور احمدیت کے پیغام کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانے والے ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲؍جنوری ۲۰۲۶ء، صفحہ ۱ تا ۸)

❁❁❁

ارشاد باری تعالیٰ

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ○

﴿سُوۡرَۃُ الزُّمَرِ:2﴾

اس کامل کتاب کا نزول کامل غلبہ والے (اور) بہت حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ○﴿سُوۡرَۃُ الزُّمَرِ:3﴾

یقیناً ہم نے تیری طرف (اس) کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔

پس اللہ کی عبادت کر اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالب دُعا : خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر ضلع شوپیان، کشمیر)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے،

اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ

بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

خطبہ جمعہ

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تامّ کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔۔۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

نمونے تو وہی بنا کرتے ہیں جو کسی چیز کے اعلیٰ مقام پر ہوں۔ جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے چاہے یہاں خدا تعالیٰ کے حقوق کا سوال ہو یا بندوں کے حقوق کا آپؐ ان دونوں میں وہ اعلیٰ مقام رکھتے تھے جس کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا کہ یہ رسول تمہارے لیے اسوہ ہے۔ صرف اس کی باتیں نہ سنو بلکہ اس پر عمل بھی کرو۔ ایمان لے آنا کافی نہیں ہے۔ اور جب تم عمل کرو گے تو یقیناً تم وہ مقام حاصل کرسکو گے جس کے لیے میں نے یہ رسول بھیجا ہے

یہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ آپؐ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اس لیے ہمیں آپؐ کی زندگی کو اپنے لیے وہ مقام دینا چاہیے کہ ہم آپؐ کی ہر بات پر عمل کریں اور آپؐ کی ہر بات قرآن کریم کے احکامات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس ہر جو اخلاق کی صفت ہے جو کسی انسان میں ہوسکتی ہے یا ہونی چاہیے یا جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ان کا اصل نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

آپؐ اللہ تعالیٰ کا جو حق تھا یعنی عبادت کا حق اسے کبھی نہیں بھولے۔ یہ بہت بڑی اور اہم بات ہے۔ اس دوران آپؐ کو مشکلات بھی پیش آئیں۔ جنگوں کے لیے بھی جانا پڑا۔ دشمن نے حملے بھی کیے لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے میں آپ نے کبھی کمی نہیں کی

آپؐ نے فرمایا کہ اخلاقِ فاضلہ نام ہے طبعی قویٰ کے صحیح استعمال کا۔ اور طبعی قویٰ کو ماردینا حماقت ہے۔ ان کو ناجائز کاموں میں لگادینا بدکاری ہے اور ان کا اصل اور صحیح استعمال نیکی ہے۔ یہ خلاصہ ہے آپؐ کی تعلیم کا اور یہی خلاصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی کا۔ اور یہی وجہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم اسوہ کے طور پر اسے اپناؤ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا موقع پیش نہیں آیا کہ آپؐ کے سامنے دو راستے کھلے ہوں اور آپؐ نے ان دونوں راستوں میں سے آسان راستہ اختیار نہ کیا ہو بشرطیکہ آسان راستہ اختیار کرنے میں کوئی گناہ کا شائبہ نہ پایا جائے

جب آپؐ کو خدا تعالیٰ نے بادشاہت عطا فرمادی تب بھی آپؐ ہر ایک کی بات سنتے تھے۔ اگر کوئی سختی بھی کرتا تو آپؐ خاموش ہوجاتے تھے اور کبھی سختی کرنے والے کا جواب سختی سے نہیں دیتے تھے

تحمل کی یہ حالت تھی کہ بعض دفعہ آپؐ کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو بعض لوگ آپؐ کا راستہ روک کر کھڑے ہوجاتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرنی شروع کردیتے۔ اُس وقت تک آپ کھڑے رہتے جب تک وہ اپنی بات ختم نہیں کرلیتے تھے۔ پھر آپؐ آگے چل پڑتے

عبادات اور اخلاقِ فاضلہ کے تناظر میں سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ اور دلنشین تذکرہ

مکرم لئیق احمد طاہر صاحب (مربی سلسلہ یوکے) اور مکرم سیگا جالو صاحب (نائب صدر ریجن سیگو۔ مالی) کا ذکرِ خیر اور ان کی نماز جنازہ حاضر و غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19؍دسمبر 2025ء بمطابق 19؍فتح 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب:22)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور آپؐ کے اسوہ کے بارے میں کچھ بتائیں تو حضرت عائشہ نے جواب دیا: کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ اس میں تو اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کے اسوہ کے بارے میں گواہی دے دی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ (القلم:5) کہ اے رسول! تُو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144-145، مسند عائشہؓ، عالم الکتب بیروت)

پس نمونے تو وہی بنا کرتے ہیں جو کسی چیز کے اعلیٰ مقام پر ہوں۔ جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے چاہے یہاں خدا تعالیٰ کے حقوق کا سوال ہو یا بندوں کے حقوق کا۔ آپؐ ان دونوں میں وہ اعلیٰ مقام رکھتے تھے جس کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا کہ یہ رسول تمہارے لیے اسوہ ہے۔ صرف اس کی باتیں نہ سنو بلکہ اس پر عمل بھی کرو۔ ایمان لے آنا کافی نہیں ہے۔ اور جب تم عمل کرو گے تو یقیناً تم وہ مقام حاصل کرسکو گے جس کے لیے میں نے یہ رسول بھیجا ہے۔

پس یہ ذمہ داری ہے ہر مسلمان کی، مومن کی۔ دنیا میں لوگ ایسے ہیں جو چند ایک، تھوڑی سی اچھی باتیں کرلیتے ہیں یا کوئی ایسا کام کرلیتے ہیں جس کی مشہوری ہوجاتی ہے اور ان کے نام بڑے روشن ہوتے ہیں۔ بڑے انعام اور ان کو reward دیے جاتے ہیں۔ کسی کو نوبیل انعام مل رہا ہے، کسی کو کچھ انعام مل رہا ہے، لیکن یہ انعام کسی کمیٹی یا حکومت کی طرف سے ہوتا ہے جو اس کام کے لیے مقرر کی گئی ہوتی ہے مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ پوری قوم نے کوئی ایسی بات کی ہو جو متفقہ ہو۔

اصل انعام تو وہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے پہلے جوانی ہی میں لوگوں نے صادق اور امین کہہ کر دیا تھا۔

(السيرة النبوية لابن هشام صفحہ 155، حدیث بنيان الكعبة و حكم رسول الله ﷺ بين قريش ......، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح البخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ (تبت یدا ابی لھبٍ)، باب: قوله: و تب ...الخ، حدیث 4972)

یعنی آپؐ کو انعام کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن لوگوں کی نظر میں آپؐ اس مقام پر پہنچے ہوئے تھے جس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے اور پوری قوم نے آپ کو یہ خطاب دیا تھا۔ پس یہ وہ مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا ہے کہ تم لوگ میری سنت کی پیروی کرو، میرے عملوں پر چلو۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث 4607)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جزء 10 صفحہ 318، کتاب الشهادات/ جماع ابواب من تجوز شهادته و من لا تجوز، باب بیان مكارم الاخلاق و معاليها ...حدیث 21379، مکتبۃ الرشد۔ الریاض)

پس اخلاق کی تکمیل وہی کرتا ہے جو ان سب صفات کا حامل ہو اور اس میں ساری صفات پائی جاتی ہوں۔

جیسا کہ میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ آپؐ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اس لیے ہمیں آپؐ کی زندگی کو اپنے لیے وہ مقام دینا چاہیے کہ ہم آپؐ کی ہر بات پر عمل کریں اور آپؐ کی ہر بات قرآن کریم کے احکامات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس ہر جو اخلاق کی صفت ہے جو کسی انسان میں ہو سکتی ہے یا ہونی چاہیے یا جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ان کا اصل نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی دیباچہ تفسیر القرآن میں آپؐ کے اخلاق کے بارے میں، آپؐ کی سیرت کے بارے میں بعض باتیں پیش کی ہیں اور ہماری سیرت کی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔ کچھ میں آج مختصر بیان کرتا ہوں۔ آئندہ جب بھی موقع ملے گا ان کی تفصیل بھی بیان کرتا جاؤں گا۔

پہلی بات تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق۔ اس میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اسوہ نظر آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی عشقِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی ہے باوجود اس کے کہ آپ پر بہت بڑی ذمہ داریاں تھیں۔ نئی شریعت کو جاری کرنا تھا اور لوگوں کی تربیت کرنی تھی جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاہلوں کو انسان بنایا، تعلیم یافتہ انسان بنایا، باخدا انسان بنایا۔ (ماخوذ از لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206)

یہ بہت بڑا کام تھا لیکن آپؐ اللہ تعالیٰ کا جو حق تھا یعنی عبادت کا حق اسے کبھی نہیں بھولے۔ یہ بہت بڑی اور اہم بات ہے۔ اس دوران آپؐ کو مشکلات بھی پیش آئیں۔ جنگوں کے لیے بھی جانا پڑا۔ دشمن نے حملے بھی کیے لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے میں آپ نے کبھی کمی نہیں کی۔

پس یہ وہ اسوہ ہے جو ہمارے سامنے بھی ہے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو سامنے رکھیں اور جب ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے رکھیں گے تو ہمارے مختلف مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ لوگ پوچھتے ہیں ہمارے یہ مسائل ہیں، وہ مسائل ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے اِس طرح دعا کی، اُس طرح دعا کی، اپنے مسائل کے لیے دعا کرتے ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے اس لیے پھر انسان محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرا بھی تو حق ادا کرو۔

آپؐ کے عبادتوں کے معیار کیا تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصف رات گزرنے پر خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور اس کی اللہ تعالیٰ نے بھی گواہی دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ایسے موقع پر جب آپؐ عبادت کے لیے کھڑے تھے آپؐ کو کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا تعالیٰ کے تو آپ پہلے ہی مقرب ہیں پھر آپؐ اپنے نفس کو اتنی تکلیف میں کیوں ڈالتے ہیں کہ رات کو زیادہ حصہ عبادت میں گزار دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے ہوتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا:

اے عائشہ! اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 382)

یہ سچی بات ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا مقرّب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے یہ قرب عطا فرمایا ہے۔ تو کیا میرا فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اس کا شکر ادا کروں کیونکہ آخر شکر احسان کے مقابلے پر ہی ہوا کرتا ہے۔

یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر جو فضل فرمایا تھا کہ آپؐ کو آخری شرعی نبی بنایا۔ آپؐ پر آخری کتاب مکمل کی۔ شریعت مکمل کی۔ اس پر آپؐ نے یہ بات کی ہے کہ میں شکر نہ ادا کروں اور اپنی حالت کے مطابق ہر انسان پر اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمائے ہوئے ہیں اور اس شکر گزاری کا حق ہے کہ ہم اپنی عبادتوں کا معیار اونچا کریں۔ لوگ سوال کر دیتے ہیں، نوجوان بھی آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کریں؟ اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادتوں کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بھی سوال اٹھتا رہتا ہے۔ آج کل کی دنیا سے متاثر ہو کر بچے بھی یہ سوال کر رہے ہیں تو یہی جواب ہے کہ

اللہ تعالیٰ کو تمہاری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ کے تم پر دینی اور دنیاوی احسانات ہیں، کیا یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتے کہ تم اس کے احسانوں کا شکریہ ادا کرو اور عبد شکور بنو۔

اسی طرح آپؐ کی سیرت میں یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ جب آپؐ خدا تعالیٰ کا کلام سنتے تو بے اختیار ہو کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے خصوصاً وہ آیات جن میں آپؐ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ مجھے قرآن شریف پڑھ کے سناؤ۔ وہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! قرآن کریم تو آپؐ پر نازل ہوا ہے میں آپؐ کو کیا سناؤں؟ آپؐ نے فرمایا: مَیں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن کریم پڑھوا کر سنوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اس پر میں نے سورہ نساء پڑھ کر سنانی شروع کی۔ جب میں پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (النساء: 42) یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس کرو، بس کرو۔ صحابیؓ کہتے ہیں میں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہ رہے تھے۔ اتنی خشیت آپؐ پر طاری ہو گئی اور اس وقت آپؐ کو یقیناً قوم کی بھی فکر ہو گی کہ میری قوم کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنے اور پھر مجھے ان کے خلاف گواہی دینی پڑے۔ پس اس میں سے ایک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ جہاں آپؐ کی گواہی کے لیے اَور بہت ساری باتیں ہیں وہاں ہمیں ڈرنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کہیں ہمارے خلاف نہ ہو۔

ہماری حقیقت ایسی ظاہر نہ ہو جائے جو ہمارے گناہوں کو ظاہر کر دے اور ہم اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بن جائیں۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہمیں بھی ان عبادتوں کے حق ادا کرنے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ سے وہ محبت کرنی چاہیے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں اس کا حکم دیا ہے۔

نماز کی پابندی دیکھ لیں۔ اس کا آپؐ کو اتنا خیال تھا کہ آخری دنوں میں سخت بیماری کی حالت میں بھی جب نماز لیٹ کے پڑھ لینے کی اجازت ہوتی ہے تاریخ میں آتا ہے کہ آپؐ لوگوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف گئے اور ایک دن آپؐ نہیں آ سکے تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس دوران آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ کی طبیعت میں کچھ بہتری ہے تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل پڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس حالت میں بھی یہ حال تھا کہ آپؐ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 383)

لیکن نماز باجماعت کی اہمیت آپؐ کے پیش نظر تھی، امت کو دکھانا چاہتے تھے۔ اس لیے آپؐ نے وہ تکلیف برداشت کی۔ پاؤں گھسیٹتے ہوئے وہاں مسجد چلے گئے، اپنی بیماری کی پرواہ نہیں کی۔ تو یہ ہے آپؐ کا اللہ تعالیٰ کی محبت کا حال۔ اور اس حوالے سے لوگوں کی تربیت بھی کس طرح فرماتے تھے۔ ایک تو نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ ہے۔ پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی، اس کا مقام لوگوں کو کس طرح باور کرانا ہے، کس طرح تربیت کرتے تھے۔

عربوں میں یہ رواج تھا کہ توجہ دلانے کے لیے تالیاں پیٹی جاتی تھیں اور یہ رواج اس زمانے میں تو عام تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رواج کو ختم کر کے فرمایا کہ اس کی جگہ ذکر الٰہی ہونا چاہیے۔

اس بارے میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے نماز کا وقت ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر کو کہیں کہ نماز پڑھا دیں۔ اتنے میں آپؐ وہاں سے فارغ ہو گئے اور فوراً مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب آپؐ مسجد پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپؐ مسجد میں آ گئے ہیں تو نماز پڑھنے والوں نے بیتاب ہو کر تالیاں پیٹنی شروع کر دیں۔ اس سے ایک طرف تو یہ بتانا مقصود تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ان کے دل بے انتہا خوش ہو گئے ہیں اور دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ کو توجہ دلانا مقصود تھا کہ اب آپ کی امامت ختم ہو گئی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امام کی جگہ چھوڑ دی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! جب میں نے تمہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا تو پیچھے کیوں ہٹ گئے تھے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ کیا اخلاص ہے۔

یا رسول اللہؐ! اللہ کے رسول کی موجودگی میں ابوقحافہ کا بیٹا کیا حیثیت رکھتا تھا کہ نماز پڑھائے؟

پھر آپؐ صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تالیاں پیٹنے سے تمہاری کیا غرض تھی؟ خدا کے ذکر میں تالیوں کو پیٹنا مناسب نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے جب نماز کے وقت کوئی ایسی بات ہو کہ اس کی طرف توجہ دلانی ضروری ہو تو بجائے تالیاں پیٹنے کے خدا کا نام بلند آواز سے لیا کرو۔ سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ جب تم ایسا کرو گے تو خود بخود دوسروں کی توجہ اس واقعہ کی طرف پھر جائے گی۔

اسی طرح آپؐ تکلّف کی عبادت بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

باوجود اتنی عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کے، آپؐ کہتے تھے تکلّف نہیں ہونا چاہیے۔ ایک دفعہ آپؐ گھر میں گئے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ رسی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت زینبؓ کی رسی ہے۔ جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اِس رسی کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ رسی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اتنی دیر عبادت کیا کرے جب تک اس کے دل میں بشاشت رہے۔ جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ اس قسم کی تکلّف والی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 384)

اس سے ایک تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی تربیت کے زیر اثر صحابیاتؓ اور آپؐ کے اہل خانہ اور گھر

والے بھی عبادت کا شوق رکھتے تھے اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے تھے۔ دوسری طرف آپؐ نے یہ بھی فرما دیا کہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آرام سے عبادت کرو۔ لیکن آجکل کے لوگوں کے لیے یہ بھی بتا دوں اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے جو بعض دفعہ آجکل کے لوگ کہنا شروع ہو گئے ہیں کہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے جلدی جلدی نماز پڑھو اور ایک فرض ہے ادا کرو، گلے سے اتارو اور اس بات کا یہ بالکل الٹ مطلب لینا شروع کر دیا ہے کہ اپنی سہولت پیدا کرو۔

آجکل بعض نماز پڑھنے والے عبادت کے لیے آتے ہیں اور چند منٹوں میں نماز پڑھی اور فارغ ہو گئے۔ یا گھروں میں نماز پڑھتے ہیں تو چند منٹوں میں فارغ ہو گئے۔ کئی دفعہ مجھے یہاں بھی لوگ سوال پوچھ لیتے ہیں کہ نماز کس طرح پڑھنی چاہیے؟ تو نماز اسی طرح پڑھنی چاہیے کہ اسے سنوار کے پڑھو۔

اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ ایک صحابیؓ کو آپؐ نے تین چار دفعہ نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ وہ آپؐ کی مجلس میں لیٹ آیا تھا۔ آپؐ مجلس میں نماز پڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز باجماعت ہو چکی تھی اور مجلس لگی ہوئی تھی۔ ہر دفعہ وہ صحابیؓ نماز پڑھتے اور آپؐ کے پاس آتے تو آپؐ فرماتے: دوبارہ جاؤ اور نماز پڑھو۔ پھر وہ نماز پڑھ کے آتے تو آپؐ پھر فرماتے: دوبارہ جاؤ نماز پڑھو۔ اس طرح تین چار دفعہ آپؐ نے ان کو نماز پڑھنے کی تلقین کی۔ جب انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے بہتر نماز پڑھنے کا طریق نہیں آتا، آپؐ فرمائیں کس طرح پڑھنی ہے تو آپؐ نے فرمایا:

نماز آرام آرام سے پڑھو۔ اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ توحید اور تحمید کا ذکر ہو۔ رکوع اور سجدے بھی صحیح طرح ہونے چاہئیں۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادۃ ...... حدیث نمبر 793)

پس اس بات کو بھی یاد رکھیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ سہولت سے نماز پڑھ لی کا مطلب یہ ہے کہ جلدی جلدی پڑھ لی کیونکہ ایک روایت میں آ گیا ہے کہ آسانی سے نماز پڑھو۔ ہمیں نیند آرہی تھی تو ہم نے جلدی جلدی دو منٹ میں نماز پڑھ لی۔ سُکاریٰ کی حالت میں نماز پڑھنا تو ویسے ہی منع ہے۔ یہ جائز نہیں ہے بلکہ جب نماز پڑھنی ہے تو اس کا بھی حق ادا کرنا ہے۔ اس کی بھی آپ نے تلقین فرمائی ہے۔

شرک سے آپؐ کو اس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت جب آپؐ آخری وقت کی تکلیف میں مبتلا تھے تو آپؐ کبھی دائیں کروٹ لیٹتے اور کبھی بائیں کروٹ لیٹتے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ خدا ان یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 385)

یعنی وہ نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور ان سے دعائیں کرتے ہیں۔ آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہو گی بلکہ میں اس سے کُلّی طور پر بیزار ہوں گا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ گواہی مانگے گا۔

اب دیکھ لیں مدینہ میں تو آپؐ کے مزار مبارک پر حکومت نے اسی وجہ سے بڑی پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ کسی کو بھی سجدہ کرنے نہیں دیتے۔ قریب بھی نہیں آنے دیتے۔ لیکن بہت سارے مسلمان ملکوں میں پیروں فقیروں کے درباروں پر سجدے کیے جاتے ہیں اور بزرگوں سے منتیں مانگی جاتی ہیں۔ یہ جو طریقہ ہے یہ شرک ہے۔ جس چیز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اپنے لیے منع فرمایا ہے تو پھر کسی اَور پیر فقیر یا بزرگ کا کیا حق بنتا ہے کہ اس کی قبر پر سجدہ کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ان چیزوں سے تو اپنے آپ کو بچا لیا ہے لیکن عبادتوں کے معیار بہرحال ہم نے حاصل کرنے ہیں لیکن غیروں میں جو دوسرے مسلمان ہیں ان میں یہ بہت رواج ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم کرے اور ان کو عقل اور سمجھ دے کہ وہ اس شرک سے باز آجائیں۔

خدا تعالیٰ کے حضور انکساری کی یہ حد تھی کہ جب لوگوں نے آپؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ تو اپنے عمل کے زور سے خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کر لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سند عطا فرما دی ہے اور آپؐ کے اخلاق کی تعریف کی ہے اور آپؐ کے اسوہ کو مسلمانوں کے لیے عمل کا ایک معیار قرار دیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپؐ کے اعمال ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو بخش دے گا یا بخش دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں نہیں! مَیں بھی خدا کے احسان سے ہی بخشا جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ کوئی شخص اپنے عملوں سے جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ بھی اپنے عملوں سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: مَیں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں! خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت مجھے ڈھانک لے تو یہی ایک صورت ہے۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 386-387)

(صحیح البخاری کتاب المرضیٰ باب تمنی المریض الموت حدیث نمبر 5673)

بخاری کی یہ روایت ہے۔

پھر آپؐ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے کاموں میں نیکی اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کرو اور فرمایا:

تم میں سے کوئی شخص اپنی موت کی خواہش نہ کیا کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو زندہ رہ کر اپنی نیکیوں میں اَور بھی بڑھ جائے گا اور اگر بد ہے تو زندہ رہ کر اسے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق ملے گی، خیال پیدا ہو جائے گا۔

(صحیح البخاری کتاب التمنی باب ما یکرہ من التمنی حدیث نمبر 7235)

یہ ایک بہت اہم نصیحت ہے جسے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ کبھی موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ اس کی وجہ آپؐ نے یہ بیان فرمائی کہ اگر کسی تکلیف کی وجہ سے تم یہ کر رہے ہو۔ کسی وجہ سے ہی کرتا ہے ناں انسان موت کی تمنا۔ اور تمہاری کچھ نیکیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی مزید توفیق دے گا اور تمہارے لیے اگلے جہان میں بہتر انتظام ہو گا۔ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اور اگر بدیاں ہیں تو تمہیں توبہ اور استغفار کی توفیق ملے گی اور اگر اس طرف توجہ پیدا ہو گئی ہے تو بدیوں سے نجات ہو جائے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو گے اور جب وقت آئے گا تو اس وقت پھر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایسا سلوک فرمائے گا کہ تمہاری بخشش کے سامان بھی ہو سکتے ہیں اور ہوں گے۔

عبادتوں کے معیار کا جو اپنا حال تھا وہ تو دیکھ لیا۔ دوسروں کو بھی توجہ دلایا کرتے تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ رات کے وقت اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا تہجد پڑھا کرتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کی منشاء کے تحت کسی وقت ہماری آنکھ بند رہتی ہے تو پھر تہجد رہ جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تہجد پڑھا کرو اور اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے۔ راستے میں آپؐ بار بار فرماتے تھے کہ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ یعنی انسان اکثر اپنی غلطی تسلیم کرنے سے گھبراتا ہے اور مختلف قسم کی دلیلیں دے کر اپنے قصور پر پردہ ڈالتا ہے۔

پس آپؐ نے وہاں ان کے سامنے بھی کہا، انہیں سمجھایا اور واپس آتے ہوئے بھی یہ بات دہراتے جاتے تھے تا کہ حضرت علیؓ تک دوسرے لوگ بھی یہ بات پہنچا دیں۔ آپؐ نے انہیں یہ سبق دیا کہ بجائے یہ کہنے کے کہ کبھی ہم سے غلطی ہو جاتی ہے، یہ کہنا چاہیے تھا کہ غلطی ہو جاتی ہے تو ہم نہیں اٹھ سکتے۔ انہوں نے یہ بات اللہ تعالیٰ پر ڈال دی کہ اگر خدا تعالیٰ کی منشاء ہوتی تو ہم جاگ جاتے ورنہ سوئے رہتے ہیں۔ تو آپ کا مقصد یہ تھا کہ اپنی غلطی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کیا جاتا ہے؟ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ کو عبادت میں بھی کسی قسم کی تصنع یا بناوٹ پسند نہیں تھی۔ جیسا کہ آپؐ نے ایک دفعہ اپنے گھر میں رسیاں لٹکی ہوئی دیکھیں تو آپؐ نے انہیں منع فرمایا کہ رسیاں نکال دو۔

آپؐ کا یہ اصول تھا کہ جو طاقتیں اللہ تعالیٰ نے انسان میں پیدا کی ہیں ان کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہیے اور یہی اصل عبادت ہے۔

آنکھوں کی موجودگی میں آنکھ کو بند کر دینا یا اس کو نکلوا دینا عبادت نہیں ہے بلکہ یہ گستاخی ہے۔ ہاں! ان کا بد استعمال کرنا گناہ ہے۔ اب آجکل دیکھ لیں، دنیا کی بہت سی ایسی باتیں ہیں، انسانوں کی خواہشات ہیں، attractions ہیں جو ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اگر ہم ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، غلط قسم کے پروگرام ٹی وی پر دیکھتے ہیں، یا انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں، یا کوئی نامناسب چیز دیکھتے ہیں تو یہ گناہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس گناہ سے بچنا اصل چیز ہے اور یہی تمہیں ثواب کا موجب بنائے گا۔ اسی طرح کانوں کو بند کروا لینا کوئی نیکی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک صلاحیت دی ہے کیوں اس کو بند کرتے ہو؟ بلکہ یہ گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نعمت دی ہوئی ہے اور تم اسے ضائع کر رہے ہو۔ ہاں! لوگوں کی غیبتیں اور چغلیاں سننا گناہ ہے۔ بہت سارے لوگ ہیں غیبتیں بھی کرتے ہیں، چغلیاں بھی سنتے ہیں، لوگوں کے بارے میں غلط باتیں سنتے ہیں اور پھر اس سے مزہ بھی حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ لوگوں کی کمزوریاں اور غلط باتیں سن کے ہنس رہے ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں غلط ہیں۔ یہ گناہ ہے۔ اس بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ ایسی حرکتیں نہ کیا کرو۔

آپؐ نے فرمایا کہ اخلاق فاضلہ نام ہے طبعی قویٰ کے صحیح استعمال کا۔ اور طبعی قویٰ کو مار دینا حماقت ہے۔ ان کو ناجائز کاموں میں لگا دینا بدکاری ہے اور ان کا اصل اور صحیح استعمال نیکی ہے۔ یہ خلاصہ ہے آپؐ کی تعلیم کا اور یہی خلاصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی کا۔ اور یہی وجہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم اسوہ کے طور پر اسے اپناؤ۔

آپؐ کے اعمال کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک جگہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا موقع پیش نہیں آیا کہ آپؐ کے سامنے دو راستے کھلے ہوں اور آپؐ نے ان دونوں راستوں میں سے آسان راستہ اختیار نہ کیا ہو بشرطیکہ آسان راستہ اختیار کرنے میں کوئی گناہ کا شائبہ نہ پایا جائے۔

اب دو راستے ہیں۔ ایک آسان راستہ ہے، ایک مشکل راستہ ہے تو آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ جو آسان راستہ ہے وہ اختیار کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کو بلاوجہ مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن جہاں یہ شک ہو جائے کہ اس آسان راستے میں جانے سے بعض گناہ بھی سرزد ہو سکتے ہیں تو پھر آپؐ اس سے دُور بھاگتے تھے اور لمبا راستہ اختیار فرماتے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ شک ذرا سا بھی ہو جاتا تو آپؐ اس طرح دُور بھاگتے تھے اور اتنا دور ہٹتے تھے کہ تمام انسانوں سے زیادہ آپؐ کا یہ عمل ہوتا تھا کہ کوئی انسان اس سے دور ہٹنے کی اتنی کوشش کر ہی نہیں سکتا۔

پس دنیا میں دیکھ لیں کہ بعض دفعہ دھوکا دینے کے لیے لوگ اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال کر اپنی بڑی خصوصیات کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے مجاہدہ کیا، یہ کیا۔ پیر فقیر بھی ایسی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ بڑی کہانیاں ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسانی کا راستہ ڈھونڈا ہے کیونکہ وہ لوگ جو اس طرح دنیا دکھاوے کے لیے باتیں کرتے ہیں صرف اپنی بڑائی بیان کرنے کے لیے یا اپنی تعریفیں کروانے کے لیے خود کو

تکلیفوں میں ڈال رہے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے لیے نہیں کر رہے ہوتے کیونکہ خدا تعالیٰ کو بھی ان کی تکلیفوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ان کو اس کا کوئی ثواب ملتا ہے۔ یہ تو لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ہوتا ہے اور جب انسان دھوکا دینے کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو اس بدنیتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پھر اس کو گناہ دیتا ہے ثواب نہیں دیتا۔ بعض لوگ اپنے عیبوں کو چھپانے کے لیے بڑے اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا وہ کیا۔ کسی نہ کسی طرح پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں کہ بہت اعلیٰ قسم کا وہ کام ہم نے کر دیا اور اس وجہ سے ہم بڑی مشکل میں ڈالے گئے۔ یہ اس کا بڑا اظہار کر رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نہیں! یہ نیکیاں تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں دلائیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنائیں گی کیونکہ نیت تمہاری صاف نہیں ہے۔ تم اپنے آپ کو بچانے کے لیے بعض ایسے کام کر جاتے ہو کہ ہم شاید لوگوں کو دکھائیں گے تو شاید لوگ ہمارے حق میں ہو جائیں۔ پس یہ چھوٹے چھوٹے سبق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے اسوہ سے بھی دیے ہیں اور نصیحت کر کے بھی فرمایا ہے۔ بنی نوع انسان سے معاملات کا جہاں تک تعلق ہے اس میں اپنے گھر سے شروع کرتے ہیں۔ آپؐ کا بیویوں کے حق میں کیسا معاملہ ہوا کرتا تھا؟ بہت مشفقانہ اور عادلانہ معاملہ ہوتا تھا۔ اگر آجکل کے لوگ بھی اس کو سمجھ لیں تو گھروں کے بہت سارے جھگڑے اور فساد دور ہو جائیں۔ بعض دفعہ آپؐ کی بیویاں آپؐ سے سختی بھی کر لیتی تھیں یعنی سختی سے بات کرتی تھیں۔ ناراضگی سے بات کرتی تھیں مگر آپؐ خاموشی سے ہنس کے ٹال دیتے تھے۔

ایک دن آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اے عائشہ! جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ تم مجھ سے خفا ہو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپؐ کو کس طرح پتہ لگ جاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کوئی قسم کھانے کا معاملہ آ جائے تو ہمیشہ کہتی ہو کہ محمدؐ کے ربّ کی قسم! بات یوں ہے۔ اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو اور تمہیں قسم کھانے کی ضرورت پیش آ جائے تو تم کہتی ہو کہ ابراہیمؑ کے ربّ کی قسم! بات یوں ہے۔ حضرت عائشہؓ یہ بات سن کر ہنس پڑیں اور آپؐ کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا آپؐ نے بالکل ٹھیک سمجھا ہے۔

پھر حضرت خدیجہؓ کے واقعات ہیں جو آپ کی پہلی اور سب سے بڑی بیوی تھیں اور انہوں نے آپؐ کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد آپؐ کی شادی میں جوان بیویاں آئیں لیکن اس کے باوجود آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کے تعلق کو نہیں بھلایا۔ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیاں بھی جب آتیں تو آپؐ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے۔

اگر حضرت خدیجہؓ کی بنی ہوئی کوئی چیز آپؐ کے سامنے آ جاتی تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔

جنگ بدر کا واقعہ ہے۔ آپؐ کے ایک داماد جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے قیدی ہو کر آئے اور آزادی کا فدیہ ادا کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی مال نہیں تھا۔ ان کی بیوی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے جب دیکھا کہ میرے خاوند کو بچانے کے لیے اَور کوئی مال نہیں تو اپنی والدہ کی آخری یادگار ایک ہار جو ان کے پاس تھا وہ انہوں نے اپنے خاوند کے فدیہ کے طور پر مدینہ بھجوا دیا۔ جب وہ ہار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپؐ نے اسے پہچان لیا اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ میں آپ لوگوں کو حکم تو نہیں دیتا کیونکہ مجھے ایسے حکم دینے کا کوئی حق نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ ہار زینب کے پاس اس کی ماں کی آخری یادگار رہ گیا ہے۔ اگر آپ لوگ خوشی سے ایسا کر سکتے ہیں تو میں سفارش کرتا ہوں کہ بیٹی کو اس کی ماں کی آخری یادگار سے محروم نہ کیا جائے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے اس سے زیادہ خوشی کا کیا موجب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہ ہار حضرت زینبؓ کو واپس کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ نے جو نیکیاں آپ سے کی تھیں ان کا اثر آپؐ پر اتنا زیادہ تھا کہ آپؐ اکثر اپنی بیویوں سے ان کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

اس پر ایک واقعہ آتا ہے کہ بیویوں میں آپس میں تھوڑی سی چپقلش بھی ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ بیوی فوت بھی ہو گئی ہو اور اس کی زیادہ تعریف کی جائے تو Jealousy ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ کے پاس اس طرح آپ نے ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کی تعریف کی تو حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! اس بڑھیا کا کیوں ذکر کرتے رہتے ہیں؟ جانے دیں اب چھوڑیں اس کو۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر، جوان اور خوبصورت عورتیں آپؐ کو دی ہیں۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! تمہیں معلوم نہیں خدیجہ نے میری کس قدر خدمت کی ہے۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 389 تا 393)

اخلاقِ فاضلہ کا آپ کا کیا معیار تھا؟

اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو دیکھتے ہیں کہ آپؐ کی پیدائش سے پہلے آپؐ کے والد اور بچپن میں ہی آپؐ کی والدہ فوت ہو گئی تھیں۔ ابتدائی آٹھ سال آپؐ نے اپنے دادا کی نگرانی میں گزارے۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے چچا ابوطالب کی ولایت میں پرورش پائی۔ چچا کا خونی رشتہ بھی تھا اور ان کے والد نے بھی مرتے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خاص طور پر وصیت فرمائی تھی اس لیے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر محبت بھی رکھتے تھے اور آپؐ کا خیال بھی رکھتے تھے لیکن چچی میں نہ وہ شفقت کا مادہ تھا اور نہ خاندانی ذمہ داریوں کا احساس۔ جب گھر میں کوئی چیز آتی تو بسا اوقات چچی وہ اپنے بچوں کو پہلے دے دیتیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ رکھتیں جبکہ ابھی آپؐ بچے تھے۔ ابوطالب گھر میں آتے تو بجائے اس کے کہ اپنے چھوٹے بھتیجے کو روتا ہوا یا گلہ کرتے ہوئے پاتے وہ دیکھتے کہ ان کے بچے تو کوئی چیز کھا رہے ہیں لیکن ان کا وہ چھوٹا سا بھتیجا کوہِ وقار بنا ایک طرف بیٹھا ہے۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بھی بڑے صبر سے سب کچھ برداشت کر لیتے تھے۔ چچا کی محبت اور خاندانی ذمہ داریاں ان کے سامنے آ جاتیں۔ وہ دوڑ کر اپنے بھتیجے کو بغل میں لے لیتے اور کہتے میرے اس بچے کا بھی تو خیال کرو۔ میرے بچے کا بھی تو خیال کرو۔ ایسا اکثر ہوتا رہتا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ یہ روایت لے کر لکھا ہے کہ مگر دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی شکوہ کیا، نہ آپؐ کے چہرہ پر کبھی ملال ظاہر ہوا، نہ اس وجہ سے کبھی چڑچڑا پن پیدا ہوا اور کبھی اپنے چچیرے بھائیوں سے کوئی رقابت پیدا نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپؐ کی زندگی بتاتی ہے کہ کس طرح آپؐ نے بعد کے بدلے ہوئے حالات میں بھی حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کو اپنی تربیت میں لے لیا اور ہر طرح سے ان کی بہتری کی تدابیر کیں۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 393)

آجکل دیکھ لیں بڑے ہو کر بھی لوگ چھوٹی عمر کی باتیں یاد رکھتے ہیں اور بدلے لیتے رہتے ہیں لیکن آپؐ نے حسن سلوک ہی فرمایا۔ بلکہ بڑے ہو کر، ایسی سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ کر بھی آجکل ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اگر ان کو اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس رہنا پڑ جائے، بعض دفعہ باپ نہیں ہوتے جس کی وجہ سے چودہ پندرہ سال کی عمر میں رہنا پڑ جاتا ہے یا کسی دوسری مجبوری کی وجہ سے رہنا پڑتا ہے اور وہاں اگر ان رشتہ داروں سے کوئی زیادتی ہو جائے تو پھر ان باتوں کو نہیں بھولتے اور جب موقع ملے پھر بدلے لیتے چلے جاتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بدلہ نہیں لیا بلکہ الٹا جب موقع آیا تو ان کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ ان کی تربیت کی اور ان کو ایک مقام دیا۔

اخلاق فاضلہ کے ضمن میں صبر کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ایک دفعہ ایک عورت جس کا لڑکا فوت ہو گیا تھا اپنے لڑکے کی قبر پر ماتم کر رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا: اے عورت! صبر کرو۔ خدا کی مشیت ہر ایک پر غالب ہے۔ وہ عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی نہیں تھی۔ اس نے آگے سے جواب دیا کہ جس طرح میرا بچہ مرا ہے اگر تمہارا بچہ بھی مرتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ صبر کیا چیز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ کر وہاں سے آگے چل پڑے کہ ایک نہیں میرے سات بچے فوت ہو چکے ہیں۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 394)

پس اس قسم کے مواقع پر آپؐ گذشتہ مصائب پر صرف اتنا ہی اظہار فرماتے تھے لیکن کبھی اس سے زیادہ اظہار نہیں کیا اور نہ ہی اس غم کی وجہ سے کبھی بنی نوع انسان کی خدمت میں کوتاہی کی۔

آپؐ کے تحمل کا یہ عالم تھا کہ جب آپؐ کو خدا تعالیٰ نے بادشاہت عطا فرما دی تب بھی آپؐ ہر ایک کی بات سنتے تھے۔ اگر کوئی سختی بھی کرتا تو آپؐ خاموش ہو جاتے تھے اور کبھی سختی کرنے والے کا جواب سختی سے نہیں دیتے تھے۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے نام کی بجائے آپؐ کے روحانی درجہ سے پکارتے تھے یعنی یا رسول اللہ کہہ کر بلاتے تھے اور غیر مذاہب کے لوگ اپنے دستور اور وہاں کے رواج کے مطابق اس طرح احترام کرتے تھے کہ آپؐ کو محمد کہہ کر بلانے کی بجائے ابوالقاسم کہہ کر بلاتے تھے جو آپ کی کنیت تھی یعنی قاسم کا باپ۔ کیونکہ آپؐ کے ایک بیٹے کا نام قاسم بھی تھا جو فوت ہو گئے تھے۔

ایک دفعہ ایک یہودی مدینہ میں آیا اور اس نے آپؐ سے آ کر بحث شروع کر دی۔ بحث کے دوران وہ بار بار کہتا تھا۔ اے محمد! بات یوں ہے۔ اے محمد! بات یوں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی انقباض کے اس کی باتوں کا جواب دیتے تھے مگر صحابہؓ اس کی یہ گستاخی دیکھ کر بے تاب ہو رہے تھے۔ آخر ایک صحابی سے رہا نہیں گیا۔ اس نے یہودی سے کہا کہ خبردار آپ کا نام لے کر بات نہ کرو۔ اگر تم رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تو کم از کم ابوالقاسم کہہ دو۔ یہودی نے کہا میں تو وہی نام لوں گا جو ان کے ماں باپ نے ان کا رکھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور صحابہؓ سے فرمایا: دیکھو! یہ ٹھیک کہتا ہے۔ میرے ماں باپ نے میرا نام محمد ہی رکھا تھا۔ جو نام یہ لینا چاہتا ہے اسے لینے دو اور اس پر غصہ کا اظہار نہ کرو۔

تحمل کی یہ حالت تھی کہ بعض دفعہ آپؐ کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو بعض لوگ آپؐ کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرنی شروع کر دیتے۔ اُس وقت تک آپؐ کھڑے رہتے جب تک وہ اپنی بات ختم نہیں کر لیتے تھے۔ پھر آپؐ آگے چل پڑتے۔

پھر بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ مصافحہ کیا تو ہاتھ دیر تک پکڑے رکھا۔ تو آپؐ بھی ان کے ہاتھ کو دیر تک پکڑے رکھتے تھے۔

اگرچہ یہ کوئی پسندیدہ طریق نہیں ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 394-395)

ہر قسم کے حاجت مند اپنی حاجتیں آپ کو پیش کرتے۔ بعض دفعہ مانگنے والے کو اس کی ضرورت کے مطابق کچھ دے دیتے تو وہ اپنی حرص سے مجبور ہو کر اَور زیادہ مطالبہ کرتا اور آپؐ اس کی خواہش کو بھی پورا کر دیتے۔

بعض دفعہ لوگ مانگتے چلے جاتے اور آپؐ ان کو ہر دفعہ کچھ نہ کچھ دیتے چلے جاتے اور جو مانگنے والا آدمی خاص طور پر ایسے حالات میں مخلص نظر آتا تو اس مخلص کو اس کے معاملے کے مطابق دینے کے بعد صرف اتنا فرما دیتے کہ اگر تم خدا پر توکل کرتے تو یہ زیادہ اچھا ہوتا۔

چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے متواتر اصرار کر کے آپؐ سے کئی دفعہ اپنی ضرورتوں کے لیے روپیہ مانگا۔ آپؐ نے اس کی خواہش کو پورا کر دیا مگر آخر میں فرمایا: سب سے اچھا مقام تو یہی ہے کہ انسان خدا پر توکّل کرے۔ اس صحابیؓ کے اندر اخلاص تھا اور ادب بھی تھا۔ جو کچھ وہ لے چکا تھا ادب کی وجہ سے اس نے واپس تو نہ کیا لیکن آئندہ کے متعلق اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ میری آخری بات ہے۔ اب میں آئندہ کسی صورت میں بھی کسی سے بھی سوال نہیں کروں گا۔

انہی صحابیؓ کے بارے میں واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ جنگ ہو رہی تھی۔ بہت خطرناک جنگ کی صورتحال تھی۔ میدان جنگ میں نیزے پھینکے جا رہے تھے۔ تلواریں چل رہی تھیں۔ تیر پھینکے جا رہے تھے۔ تلواریں چل رہی تھیں، نیزے چل رہے تھے۔ سپاہی سپاہیوں سے لڑ رہے تھے اور گردنیں کٹ رہی تھیں۔ عین اس موقع پر جبکہ وہ دشمن کے نرغہ میں تھے ان کا ایک کوڑا ہاتھ سے گر گیا۔ ایک ہمراہی سپاہی مسلمان نے جو پیدل تھا اِس نے اس خیال سے کہ افسر نیچے اترے گا تو ایسا نہ ہو کہ نقصان پہنچ جائے جھک کر کوڑا اٹھانا چاہا تا کہ ان کے ہاتھ میں دے دے۔ اس صحابیؓ کی نظر اس سپاہی پر پڑی اور اس نے کہا کہ میرے بھائی تجھے خدا کی قسم! کوڑے کو ہاتھ نہ لگانا۔ یہ کہتے ہوئے وہ گھوڑے سے کود پڑے اور کوڑا اٹھا لیا۔ پھر آپ نے ساتھی سے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا تھا کہ میں کسی سے بھی کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اگر میں کوڑا تمہیں اٹھانے دیتا تو گو میں نے زبان سے تم سے سوال نہیں کیا تھا لیکن اس میں کیا شبہ تھا کہ زبانِ حال سے یہ سوال بن جاتا تھا اور ایسا کرنا مجھے وعدہ خلاف بنا دیتا۔ گو یہ جنگ کا میدان ہے مگر میں اپنے کام خود ہی کروں گا۔ اس خطرناک حالت میں بھی ان کو اپنا وعدہ یاد رہا۔

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 395-396)

پس یہ اور بہت ساری باتیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی۔ آپؐ کے انصاف کے بارے میں، جذبات کے احترام کے بارے میں، غرباء کا خیال رکھنے کے بارے میں جو ہمارے لیے ایک اسوہ ہیں۔ غرباء کے مالوں کی حفاظت کے بارے میں، عورتوں سے حسن سلوک جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ گھر میں بیویوں سے اور عام عورتوں سے بھی حسن سلوک فرماتے تھے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کے بارے میں، ہمسایوں سے حسن سلوک اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کے بارے میں بے شمار باتیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں ہمیں ملتی ہیں۔ لوگوں کے مال کی حفاظت کے لیے آپؐ کیا کوشش کرتے تھے۔ دوسروں کے عیب چھپانے کے بارے میں آپؐ کی کیا کوشش ہوتی تھی۔ آپس میں تعاون کے بارے میں آپؐ کیا فرماتے تھے اور کیا آپؐ کا عمل تھا۔ چشم پوشی آپؐ کس طرح فرماتے تھے۔ ستاری کس طرح کرتے تھے۔ سچائی کے بارے میں کیا نصائح تھیں۔ بدظنی سے بچنے کے بارے میں آپؐ نے کیا فرمایا۔ تجسّس سے بچنے کے بارے میں کیا فرمایا۔ مایوسی سے بچنے کے بارے میں کیا فرمایا۔ یہاں تک کہ جانوروں سے حسن سلوک کا بھی فرمایا اور مذہبی رواداری کے بارے میں بھی آپؐ نے فرمایا۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو ہمارے لیے کامل اسوہ ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ آئندہ انشاء اللہ موقع کے لحاظ سے مَیں یہ باتیں بیان کرتا رہوں گا۔ اس وقت میں یہاں اس بات کو ختم کرتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تامّ کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔۔۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔‘‘ (اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پس اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے حقیقی مسلمان بننے کی کوشش کریں اور آپؐ کے اس پیغام کو دنیا میں پہنچانے والے بھی ہوں تا کہ دنیا کو بھی ہم آپؐ کے جھنڈے تلے لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

نماز کے بعد میں جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

[حضورِ انور نے انتظامیہ سے استفسار فرمایا کہ جنازہ آ گیا ہے؟ اس کے بعد فرمایا:]

ایک حاضر جنازہ ہے جو مکرم لئیق احمد طاہر صاحب کا ہے۔ یوکے میں مربی سلسلہ تھے۔ گذشتہ دنوں تراسی (83) سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی ہے اور تین بیٹے شامل ہیں۔

لئیق طاہر صاحب حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے 1907ء میں دستی بیعت کی تھی۔ میٹرک کی تعلیم کے بعد 1959ء میں لئیق صاحب نے زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ 1966ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے اور جامعہ کی تعلیم کے دوران انہوں نے ایف اے بھی کیا، ادیب فاضل بھی کیا، عربی فاضل بھی کیا اور جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔ جولائی 1967ء میں آپ کو بطور مبلغ انگلستان خدمت کے لیے بھجوایا گیا اور یہاں آپ کو بطور نائب امام مسجد فضل لندن خدمت کی توفیق ملی۔ پھر 1970ء میں پاکستان واپس چلے گئے۔ اصلاح و ارشاد کے تحت پھر مختلف جگہوں پر آپ مربی کے طور پر کام کرتے رہے۔ پھر ان کا تبادلہ تصنیف کے شعبے میں ہو گیا۔ مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کے داماد تھے۔ پھر اسی طرح ان کو وہاں خدمت کے دوران جامعہ میں استاد مقرر کیا گیا اور تقریباً دس سال یہ تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر 1982ء میں ان کا تقرر وکالت تبشیر میں ہوا اور نائب وکیل التبشیر مقرر کیے گئے۔ اسی طرح جامعہ کے دوران بھی اور جب یہ پاکستان میں مربی تھے اس وقت بھی یہ خدام الاحمدیہ اور ذیلی تنظیموں میں خدمت بھی کرتے رہے۔ پھر 1986ء میں ان کو بطور مبلغ سلسلہ امریکہ بھی بھیجا گیا۔ پھر 1986ء میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کی پوسٹنگ یہاں بلا کے گلاسگو میں کر دی جہاں ان کو مربی سلسلہ و مبلغ سلسلہ کی توفیق ملی۔ 2005ء میں جب جامعہ کھلا ہے تو یہ جامعہ یوکے کے پرنسپل بھی مقرر ہوئے۔ ان کا خدمت کا عرصہ تقریباً انسٹھ (59) سال بنتا ہے۔

عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کہتے ہیں کہ مرحوم دین اسلام کے فدائی، خلافت کے جاں نثار خادم، وقف زندگی کے تقاضوں کو بھرپور طریقے پر ادا کرنے والے، ایک بہت کامیاب مبلغ سلسلہ تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ فدائیت سے خدمت دین کی توفیق پائی۔ خوش الحانی اور پُراثر انداز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ دلنشیں پیرائے میں تربیتی امور کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ جن جن جماعتوں میں آپ کو خدمت کی توفیق ملی وہاں بہت سی نیک یادیں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے محبت و پیار کرنے والے ایک مقبول خادم دین تھے۔ تحریر کے میدان میں بھی آپ کو متعدد خدمات کی توفیق ملی۔ دعاؤں پر ان کی خاص توجہ تھی۔ آپ نے اپنے مکان کی دیواروں کو بھی دعائیہ کلمات سے مزیّن کیا ہوا تھا۔ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔

مبارک صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ ربوہ کے زمانہ سے میں ان کو جانتا ہوں۔ نہایت شگفتہ تھے۔ شگفتگی پائی جاتی تھی۔ طبیعت میں شائستگی تھی۔ خلافت اور نظام جماعت سے بے حد عقیدت تھی اور ملنے والوں کو بھی یہ نصیحت کرتے تھے کہ خلیفہ وقت کی کامل اطاعت کرو۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ آپ کی جیب میں ہر وقت ایک چھوٹی سی نوٹ بک ہوتی تھی جہاں کہیں کوئی اچھی بات دیکھتے سنتے فوراً نوٹ کر لیتے۔ یہ نہیں کسی خاص آدمی سے بلکہ جہاں بھی کوئی بات دیکھی فوراً نوٹ کر لی۔ طالب علمی کے زمانے سے بزرگان سلسلہ کی صحبت میں بیٹھنا آپ کا معمول تھا۔ چنانچہ حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہان پوریؓ کی بہت سی باتیں آپ کو یاد تھیں اور اپنی مجالس میں سنایا بھی کرتے تھے۔

آپ کی بیٹی قرۃ العین کہتی ہیں کہ ایک پہلو جو میں نے والد کا بڑا نمایاں دیکھا ہے وہ ان کا دعاؤں کا انداز تھا۔ دعاؤں میں تڑپ، عجز، توکّل اور اللہ تعالیٰ سے لاڈ سے مانگنے کا عجیب رنگ تھا اور کبھی یوں لگتا تھا کہ اس وقت تک دعائیں کرنا نہیں چھوڑیں گے جب تک اللہ تعالیٰ سے کوئی جواب نہ آ جائے اور کہتی ہیں اللہ تعالیٰ کا بھی سلوک ان سے ایسا تھا کہ بہت سی خوابوں کے ذریعہ سے بہت ساری باتوں کا پہلے سے اللہ تعالیٰ بتا دیا کرتا تھا اور دعاؤں کے بارے میں کہتی ہیں کہ ہمیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ دعا کرنے والے کا تو یہ حال ہونا چاہیے کہ جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا۔ یہ اصل چیز ہے کہ مانگنے والے کی تو ایسی حالت ہونی چاہیے کہ جس طرح مر گیا ہے اور اس حالت میں جب مانگو گے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کا جنازہ حاضر ہے۔ ابھی جمعہ کے بعد میں باہر جا کے نماز پڑھاؤں گا۔

دوسرا ذکر ہے، جنازہ غائب ہے مکرم سیگا جالو صاحب نائب صدر ریجن سیگو۔ مالی کے ہیں۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بھی موصی تھے۔ مبلغ سلسلہ تاثیر صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم کو ریڈیو پروگرام سن کر 2016ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی اور پھر اپنے ایمان میں انہوں نے بڑی ترقی کی۔ بڑے فدائی اور فعال احمدی تھے۔ جماعتی پروگراموں میں، چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ روزانہ فجر اور مغرب اور عشاء کی نماز دُور سے بھی مسجد میں آ کر ادا کرتے تھے۔ خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ 2018ء میں وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی توفیق ان کو ملی اور وفات تک ہر مہینے کے شروع میں اپنی تنخواہ سے چندہ وصیت ادا کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی وجہ سے چھ مہینے ان کو تنخواہ نہیں ملی۔ افریقہ میں حالات بھی ایسے ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے چندہ نہیں دیا۔ بڑے پریشان تھے۔ آخر پھر اللہ نے فضل کیا اور تنخواہ ملتے ہی پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ وصیت کا چندہ اور اپنے باقی چندے ادا کیے۔ ان کی اہلیہ اور تین بیٹے تھے ان کو تبلیغ کرتے تھے اور تبلیغ کی وجہ سے دو بیٹے تو احمدی ہو گئے لیکن اہلیہ اور ایک بیٹے نے احمدیت قبول نہیں کی جس پر ان کو بڑی فکر تھی۔ احمدیت پر ایمان نہایت پختہ تھا۔ غیر احمدیوں اور مولویوں کے متعلق آپ کی رائے بہت صاف اور واضح تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ مسیح و مہدی کو قبول نہیں کریں گے تو یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بڑے فعال تبلیغ کرنے والے بھی تھے اور جماعت کی خدمت کرنے والے بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۹ر جنوری ۲۰۲۶ء، صفحہ ۱ تا ۸)

☆......☆......☆

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(بقیہ حصہ)

ہرقل کے نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تبلیغی خط

مگر غالباً اس بحث میں سب سے زیادہ یقینی ثبوت اس اصل خط کے دریافت ہوجانے سے ملتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی زمانہ میں مقوقس مصر کو لکھ کر بھیجا۔ یہ خط اپنی اصلی صورت میں دریافت ہو چکا ہے اور ہم اس کا ایک فوٹو آگے چل کر درج کر رہے ہیں۔ اس خط میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی عبارت یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ ......والی درج کرائی تھی۔ پس جب یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ یہ عبارت مقوقس والے خط کا حصہ بھی تھی اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ مقوقس والا خط اور ہرقل والا خط ایک ہی زمانہ میں لکھے گئے تو پھر بہر حال ان خطوں کی صداقت کا معاملہ تو کسی صورت میں مشکوک نہیں سمجھا جا سکتا۔ وَهُوَ الۡمُرَادُ۔

جو تبلیغی خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے نام لکھا وہ اپنے معانی اور الفاظ کی خوبصورتی اور جامعیت کے لحاظ سے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تحریر ہے۔ اس تحریر کے الفاظ گو بہت مختصر ہیں مگر اس عبارت کا ایک ایک لفظ دلکش نگینوں کا حکم رکھتا ہے جو ایک اعلیٰ درجہ کے جڑاؤ زیور میں ایک باکمال ہنر مند نصب کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس مختصر سے خط میں اسلام کی تبلیغ کا اور خصوصاً اس تبلیغ کا جو ایک مسیح کو مخاطب کر کے ہونی چاہئے بہترین نمونہ درج کر دیا گیا ہے اور اس میں توحید کا بھی وہ جامع سبق موجود ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور پھر اسلوب بیان ایسا لطیف ہے کہ گویا بشارت و انذار کی دو کامل نہریں پہلو بہ پہلو رواں ہیں اور ایک طرف بلاوجہ دل دکھانے اور دوسری طرف مداہنت کے پردہ میں حق کو چھپانے کے بغیر اسلامی صداقت کا مکمل نقشہ کھینچ دیا گیا ہے اور آخر میں اپنے اس فولادی عزم کا اظہار بھی کر دیا گیا ہے کہ تم مانو یا نہ مانو ہم تو بہر حال اسلام کی خدمت کا بیڑا اٹھا چکے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ بَارِكۡ وَسَلِّمۡ۔

ہرقل والے خط کے واقعہ سے یہ بھاری سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ سچی قربانی کی روح کے بغیر کوئی بڑی صداقت قبول نہیں کی جا سکتی۔ ہرقل کے وہ سوالات جو اس نے ابوسفیان سے کئے اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ ایک غیر معمولی عقل و دانش کا انسان تھا جس نے سلسلۂ رسالت اور سلسلۂ ایمانیات کا کافی گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ پھر اس نے جس طرح اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر اپنے درباریوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی، وہ نہ صرف اس کی حسن تدبیر بلکہ ایک حد تک اس کے جذبۂ دینداری کی بھی دلیل ہے۔ مگر پھر بھی یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ وہ ایمان کی نعمت سے محروم رہا اور بالآخر اسلام کی فوجوں سے لڑتا ہوا اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی روح اس بھاری قربانی کے لئے تیار نہیں تھی جو سچی دینداری کے لئے ضروری ہے۔ وہ اپنی دنیا کی جاہ و عظمت کھونے کے بغیر اپنے درباریوں کے جھرمٹ میں گھرا ہوا اسلام کی طرف قدم اٹھانا چاہتا تھا۔ وہ ایک حد تک دین کا طالب ضرور تھا مگر دنیا کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھا اور یہی کمزوری اس کی ہلاکت کا باعث بن گئی۔ بیشک ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بھی دنیا کی بہترین نعمتوں اور عزتوں کا ورثہ پایا مگر انہوں نے اسلام کے ساتھ سودا نہیں کرنا چاہا۔ وہ خالی ہاتھ ہو کر محض دین کی خاطر اسلام کی طرف آئے اور پھر خدا نے جو کسی کا قرضہ اپنے ذمہ نہیں رکھا کرتا انہیں وہ سلطنت عطا کی جس کے سامنے قیصر و کسریٰ کی مجموعی سلطنت بھی ماند تھی۔ مگر قیصر خالی ہاتھ ہو کر اسلام کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے ڈرا۔ اس نے اپنا کمزور ہاتھ اسلام کی طرف بڑھایا اور مضبوط ہاتھ اپنی حکومت کے عصا پر جمائے رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بٹے ہوئے دل کو نہ تو دین ہی ملا اور نہ ہی دنیا زیادہ دیر تک اس کے ہاتھوں میں ٹھہر سکی۔

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بڑا نکتہ شناس تھا اور آپؐ کسی کی ذرا سی نیکی کو بھی فراموش کرنا نہیں جانتے تھے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ کسریٰ نے تو آپؐ کا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہے مگر قیصر نے گو آپؐ کی دعوت کو قبول نہیں کیا لیکن بظاہر عزت اور ادب سے پیش آیا ہے تو آپؐ نے فرمایا:

اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيُمَزَّقُوۡنَ وَاَمَّا هٰؤُلَآءِ فَسَيَكُوۡنَ لَهُمۡ بَقِيَّةٌ۔

یعنی ”ایرانی حکومت تو فوراً پاش پاش کر دی جائے گی مگر رومی حکومت کو خدا کچھ مہلت عطا کرے گا۔“

سو بعینہٖ یہی ہوا کہ کسریٰ کی حکومت تو چند سال کے اندر خاک میں مل گئی مگر قیصر کی سلطنت بہت سا حصہ چھینے جانے کے باوجود قسطنطنیہ اور اس کے گردونواح میں سینکڑوں سال تک قائم رہی۔

فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِي الۡاَبۡصَارِ۔

کسریٰ کے نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا تبلیغی خط کسریٰ شہنشاہ فارس کے نام تھا۔ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کسریٰ فارس کے بادشاہوں کا سرکاری اور موروثی لقب تھا اور جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس زمانہ میں فارس کے بادشاہ کا ذاتی نام خسرو پرویز بن ہرمز تھا جو ایران کے مشہور ساسانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بادشاہ جو بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال کا مالک تھا مذہباً آتش پرست یعنی مشرک تھا اور یہی اس کی رعایا کا مذہب تھا جو اپنے بادشاہ کو بھی قابل پرستش خیال کرتی تھی۔ فارس کے کسریٰ ایک طرح سے عرب کے ملک پر بھی گویا اپنا سیاسی حق جماتے تھے۔ کیونکہ عرب کے علاقہ بحرین اور علاقہ یمن کے رئیس دونوں کسریٰ کے ماتحت تھے اور کسریٰ کی طرف سے ان علاقوں کے والی یعنی گورنر سمجھے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کی طرف تبلیغی خط لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو درباری آداب کے پیش نظر اپنا خط پہلے رئیس بحرین کی طرف بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ وہ یہ خط آگے کسریٰ کے نام بھجوا دے۔ اسی طرح جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے جب خسرو پرویز نے غصہ میں آ کر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے احکام صادر کئے تو ان احکام کے اجراء کے لئے اس نے اپنے یمن کے گورنر کو ہدایت بھجوائی۔ بہر حال بحرین اور یمن پر اقتدار حاصل ہونے کی وجہ سے کسریٰ کو عرب کے معاملات میں کافی دلچسپی تھی اور وہ عرب کی ہر نئی تحریک کو طبعاً شک کی نظر سے دیکھتا تھا۔

عرب کے معاملات میں کسریٰ کی دلچسپی کا دوسرا بڑا باعث عرب کے یہودی قبیلے تھے جو مدینہ اور خیبر اور وادی القریٰ وغیرہ میں کثرت سے آباد تھے۔ یہ یہودی قبیلے طبعاً اور روایتاً قیصر کی عیسائی حکومت کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے بلکہ حق یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کے سخت خلاف تھے اور دوسری طرف قیصر کی حکومت یہودیوں کے متعلق معاندانہ رویہ رکھتی تھی اور ہرقل نے تو خصوصیت سے ان کے خلاف تشدد کا دروازہ کھول رکھا تھا۔ اندریں حالات عرب کے ماحول میں صرف فارس کی حکومت ہی ایسی تھی جس کے ساتھ عرب کے یہودی تعلقات رکھ سکتے تھے۔ یہ تعلقات یزدجرد اوّل کے عہد میں شروع ہوئے جس کی ایک بیوی یہودی نسل کی تھی اور پھر خسرو پرویز کے زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ گئے جبکہ یہودیوں اور ایرانی حکومت کے درمیان گہرے تعلقات پیدا ہو چکے تھے۔ عرب کے یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کثرت کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں جاتے رہتے تھے اور جہاں تک ان کا بس چلتا تھا خسرو پرویز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکساتے تھے۔ اس حقیقت کو سرولیم میور نے بھی اشارۃً تسلیم کیا ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 811 تا 814، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ✿ وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ✿ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے ✿ ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے ✿ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”آپ کی تمام فکریں دُنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں ترقی مقصد ہو اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا“

(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”احباب جماعت تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں اور یہی جماعت کے قیام کا مقصد ہے“

(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

آہ! میرے شفیق درویش والد بزرگوار
محترم گیانی عبداللطیف صاحب درویش مرحوم قادیان دارالامان

(از شمیم اختر گیانی سابق صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

میرے والد صاحب مرحوم کا اسم گرامی مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش تھا جو مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب آف کپورتھلہ پنجاب کے صاحبزادے اور مکرم حضرت مولوی محمد حسین صاحب کپور تھلویؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ مکرم حضرت مولوی محمد حسین صاحب کپور تھلویؓ کا اسم گرامی 313 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اس فہرست میں موجود ہے جسے سید نا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب انجام آتھم میں رقم فرمایا ہے۔مکرم والد صاحب مرحوم کا آبائی گاؤں ریاست کپورتھلہ کی تحصیل سلطان پور لودھی میں شمال کی جانب 15 کلومیٹر کی دوری پر پرم جیت پور عرف آلو پور کے نام سے واقع ہے۔ 1927ء میں مکرم والد صاحب مرحوم کی پیدائش آلو پور گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے پانچ بھائیوں اور دو بہنوں میں سے ایک بھائی جو سب سے چھوٹے ہیں مکرم عبد المنان صاحب بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں جو کہ یو کے میں اپنے بیٹے مکرم عدنان احمد صاحب کے پاس مقیم ہیں۔

مکرم والد صاحب نے چھٹی کلاس تک تعلیم الاسلام اسکول قادیان میں تعلیم حاصل کی ۔ بعض مجبوریوں کے باعث آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ اور واپس اپنے آبائی گاؤں آلو پور چلے گئے ۔ اتنے میں جنگ عظیم دوم چھڑ گئی تو فوج میں مکرم والد صاحب نرسنگ سپاہی کمپاؤنڈر کی حیثیت سے بھرتی ہوئے۔ ٹریننگ کے بعد فوج میں پانچ سال سروس بھی کی ۔ جب جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا تو مکرم والد صاحب بھی ریلیز ہو کر اپنے گاؤں چلے گئے۔ کچھ مدت کے بعد جالندھر کے سول ہسپتال سے مکرم والد صاحب مرحوم کے نام ایک چھٹی موصول ہوئی جس میں لکھا تھا کہ آپ جالندھر واپس چلے آؤ ۔ گورنمنٹ آپ کو ملازمت دے گی۔ تو اُس وقت دوسری طرف اخبار الفضل میں بھی یہ اعلان نکل چکا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان میں ایک دیہاتی مبلغین کلاس کا اجراء فرمایا ہے اس میں ریٹائرڈ اور ریلیز فوجی بھی داخلہ لیں۔ مکرم والد صاحب نے اخبار الفضل میں اعلان پڑھ کر خاکسار کے مکرم دادا جان مرحوم سے دریافت کیا کہ آیا میں قادیان کا رخ کروں یا جالندھر کا۔ تو مکرم دادا جان مرحوم نے فوراً فرمایا کہ قادیان کا رُخ آپ کے لئے باعث برکت ہوگا۔ یہ وہی لمحہ تھا اور یہ وہی آسمانی منصوبہ تھا جو درویش والد صاحب کو درویشی کی نعمت سے نوازنے کا میدان تیار کیا جا رہا تھا۔ مکرم والد صاحب درویشی جامہ کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور احسان گردانا کرتے تھے اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر گنگنانے میں لذت محسوس کرتے کہ:۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

بس یہیں سے قادیان میں ابتلاؤں اور آزمائشوں کا دور درویشی شروع ہوا جس کو تحریر میں لانے کے لئے بلند ہمت وحوصلہ کی ضرورت ہے جو شائد میرے بس کی بات نہیں مگر پھر بھی دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے مختصراً بیان کروں گی ۔ مکرم والد صاحب مرحوم کا دور درویشی ابتلاؤں اور آزمائشوں کا ایک کھلا باب ہے۔ مکرم والد صاحب کی شادی بھدرواہ صوبہ جموں و کشمیر میں مکرم محمد عبداللہ صاحب منڈاشی مرحوم کی بڑی صاحبزادی مکرمہ ثمینہ بیگم صاحبہ سے جولائی 1954ء میں ہوئی ۔ خدا تعالیٰ نے مال، جان، اولاد اور دنیاوی میدان کی ناکامی بلکہ ہر میدان میں آزمایا مگر کبھی بھی آپ کے قدم نہ لڑکھڑائے بلکہ ہمیشہ ہر پریشانی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر دم خدا تعالیٰ کی رضا پر خوش وخرم رہے۔ مگر زندگی کی بھاگ دوڑ میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ دو معذور بیٹے علی الترتیب 25، 26 سال کی عمر کے ہو کر فوت ہوئے اس کے علاوہ تین بیٹے کم سن عمر میں ہی فوت ہو گئے مگر ہر ابتلاء اور آزمائش کا مقابلہ خندہ پیشانی اور کمال حوصلے سے کیا خدا کے آگے کبھی کوئی گلہ شکوہ نہ کیا بلکہ ہمیشہ ہر دکھ سکھ میں خدا کی رضا میں راضی رہے۔

اپنے درویشی دور میں مزدوری کی ، کپڑوں کے کٹ پیس دیہاتوں میں جا جا کر بیچے، سبزی کا کام لکڑی کا ٹال، مرغیوں کی خوراک ، پرچون کی دکان، چائے کی دکان، انڈوں کو سائیکل پر لے کر دیہاتوں میں سپلائی کرنا نیز گذر اوقات کے لئے بھینسیں بھی رکھیں، مرغیاں پالیں وغیرہ وغیرہ۔ وہ کون سا کام بچا جو درویشی زندگی کو گزارنے کے لئے میرے والد صاحب مرحوم نے نہ کیا ہو۔

اس کے بعد بات آتی ہے۔ خدمات سلسلہ کی۔ یہ خدمت دین کی سعادت ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کے سوا کچھ نہیں۔ مکرم والد صاحب تو بس خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ہر آن یہی عرض کرتے دکھائی دیتے کہ:

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی یہ خلعت قرب و جوار

درویشی دور کے ابتدائی چند سال خاکسار کے والد صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر تبلیغی میدان میں وقف کی روح کے ساتھ گزارے بعدہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر ، نظارت امور عامہ، نظارت بیت المال ، نظارت تعلیم ، نظارت نشر و اشاعت، دفتر امیر مقامی و دفتر زائرین میں خدمت کا موقع ملا الحمد للہ علیٰ ذالک۔ کچھ عرصہ تک مینجر اخبار بدر بھی رہے ۔ 7/8 سال انچارج لٹریچر برانچ رہ کر خدمت کی ۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ جو مکرم گیانی عباد اللہ صاحب مرحوم نے کیا تھا کی دوبارہ اشاعت اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا۔ اس کام میں بفضلہٖ تعالیٰ خاکسار بھی بحیثیت گیانی پنجابی ٹیچر اپنے والد صاحب مرحوم کی پوری مدد گار و معاون رہی اس سلسلہ میں میں کافی عرصہ امرتسر اور جالندھر کی پریس میں بھی مکرم والد صاحب کو رہائش اختیار کرنی پڑتی۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے صد سالہ جوبلی جشن 1989ء سے قبل منتخب آیات قرآن کریم ،منتخب احادیث شریف اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گورمکھی تراجم بھی مکرم والد صاحب نے بڑی محنت سے کئے۔ اسی طرح پوتر جیونی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گورمکھی زبان کی درستی، پروف ریڈنگ اور پرنٹنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔ مکرم والد صاحب کی خواہش پر خاکسار نے گیانی (Honours in Punjabi) کی ڈگری حاصل کی تھی اس لئے مذکورہ بالا خدمات میں خاکسار کو بھی اپنے مکرم والد صاحب کے ساتھ بھرپور معاون اور مددگار بننے کی توفیق ملتی رہی الحمدللہ۔ غالباً 1988ء میں رٹائر ہوئے۔ اس کے بعد ری امپلائی ہو کر دفتر زائرین میں بحیثیت انچارج دفتر زائرین بارہ سال تک تعلیم وتربیت اور تبلیغی کام نیز غیر مسلموں کو مقامات مقدسہ کی زیارت کروانے کی ڈیوٹی سرانجام دی۔ تبلیغی جوش انتہا درجہ کا تھا۔ زیر تبلیغ افراد کی جب تک تسلی نہ ہو جاتی اُن کو جانے نہ دیتے ۔ ان زیر تبلیغ افراد کو جن میں بچے بڑے شامل ہوتے اپنے گھر لا کر حسب توفیق مکرمہ والدہ صاحبہ کے تعاون سے اُن کی تواضع بھی کرتے اور اُن کی دلجوئی بھی کرتے۔ زائرین کو مقامات مقدسہ دکھانے کے لئے خود ساتھ جاتے اور اگر ایک دن میں دو یا تین بار بھی منارۃ المسیح پر چڑھنا پڑے تو اُن کے ساتھ چڑھتے ۔ اور کبھی بھی بڑی عمر کے لحاظ سے تھکاوٹ محسوس نہ کرتے ۔ اگر ہم نے کبھی کہنا کہ ابّا جی! اب آپکی عمر اجازت نہیں دیتی کہ آپ اتنی شدید گرمی میں دو تین بار منارۃ المسیح پر چڑھیں آپ کسی مددگار کارکن یا کسی لڑکے کو ساتھ بھیج دیا کریں۔ تو آگے سے کہتے کہ یہ موسموں کی شدت یا عمر کی زیادتی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہمیں اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہم نے تو مقامات مقدسہ کی حفاظت کا جو عہد اپنے خدا سے کیا ہوا ہے اُسے اپنی عمر کے آخری سانس تک نبھانا ہے۔ اس پر ہم خاموش ہو جاتے ۔

قربان جائیں درویشوں کے اس جذبہ پر کہ جو عہد جوانی میں اپنے خلیفۂ وقت اور جماعت سے کیا اُسے زندگی کے آخری سانس تک نبھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب درویشوں کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین ۔

مکرم والد صاحب نے اپنے ذمہ بہشتی مقبرہ قادیان کے بعض قطعات کی صفائی کا کام لیا ہوا تھا۔ ہر روز دفتر جانے سے پہلے باقاعدگی کے ساتھ قطعات کی صفائی بڑی محنت سے کرتے ۔

میرے درویش والد صاحب اسلامی شعار کے پابند، خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے، نظام جماعت کے فرمانبردار اور وفادار سپاہی ، حد درجہ کی عاجزی و انکساری، زندہ دل اور مزاحیہ طبیعت کے مالک تھے۔ چھوٹے بڑے سب سے مزاق کر لیتے تھے۔ پریشانیوں کے ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ چہرہ پر مسکراہٹ ہی رہتی ۔ خدا کی رضا میں ہمیشہ خوش وخرم رہے۔ مکرم والد صاحب کی مزاحیہ طبیعت سے ہر فرد چھوٹا بڑا واقف تھا۔ اور ہر ایک کو مکرم والد صاحب کے پاس بیٹھ کر وقت گزارنا اچھا لگتا تھا۔ قادیان دارالامان سے حد درجہ کی محبت تھی۔

پسماندگان میں ہم تین بہنیں خاکسار شمیم اختر گیانی اہلیہ مکرم سید صباح الدین صاحب واقف زندگی قادیان، عزیزہ مکرمہ شاہین اختر صاحبہ اہلیہ مکرم دلاور خان صاحب واقف زندگی قادیان ،عزیزہ مکرمہ یاسمین اختر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد عارف واقف زندگی قادیان اور دو بھائی مکرم عبد الحفیظ صاحب گیانی (اہلیہ مکرمہ ثریا بانو صاحبہ مرحومہ) وعزیزم مکرم عبد الہادی صاحب گیانی (اہلیہ مکرمہ طاہرہ صبا صاحبہ) یادگار چھوڑے ہیں۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ سب شادی شدہ ہیں۔ اور اپنے اپنے گھر میں خوشحال ہیں۔ الحمد للہ مکرم والد صاحب مرحوم کے چار پوتے ، ایک پوتی، سات نواسے اور دو نواسیاں ہیں جن میں سے دس بچے بفضلہٖ تعالیٰ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ سب سے بڑا پوتا عزیز طاہر احمد حفیظ واقف زندگی مربی سلسلہ ہے، الحمد للہ۔ ان سب نعمتوں کو یاد کر کے بہت خوش ہوتے اور ہر دم خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھکتے نہیں تھے۔

سن 2002ء سے مکرم والد صاحب فالج کے حملہ کی وجہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ دوران بیماری دو دفعہ گر جانے سے دوبار چولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے دوبار آپریشن بھی ہوا۔ مگر کبھی ہمت نہ ہارتے بلند حوصلہ تھا۔ ہر بیماری کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کرتے رہے۔ واکر لے کر گھر میں ہی آہستہ آہستہ چلتے پھرتے رہتے تھے۔ آخری تین چار ماہ خوراک بالکل بند تھی صرف جوس پر زندہ تھے ۔ اُٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ آخر وہ لمحہ آن پہنچا جس پر ہم سب کو خدا تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کرنا پڑا اور مورخہ 20 نومبر 2009ء بروز جمعۃ المبارک میرے درویش والد صاحب رات 11:45 بجے اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ والد صاحب مرحوم موصی تھے ۔ اگلے دن بروز ہفتہ بہشتی مقبرہ قادیان

کے قطعہ درویشان میں تدفین عمل میں آئی۔

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

قارئین کی خدمت میں مکرم والد صاحب مرحوم کی مغفرت، اعلیٰ علیین میں جگہ پانے، نیز بلند درجات عطا ہونے اور ہمیں اپنے بزرگ والد صاحب مرحوم کی نیکیوں اور قربانیوں کو نسلاً بعد نسلٍ قائم رکھنے کی توفیق پانے کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

مکرم والد صاحب گورمکھی لپی میں تھوڑی بہت شعروشاعری بھی کرلیا کرتے تھے۔جس کا ایک نمونہ خاکسار کی شادی کے موقعہ پر 23 دسمبر 1980ء میں جو نظم تحریر کی تھی وہ درج ذیل ہے، اس کا اُردو ترجمہ خاکسار نے خود کیا ہے:۔

او بیٹی! جد میں تَینوں بیٹا کر کے کہند اسی
(اے بیٹی جب میں تجھے بیٹا کہتا تھا)
کم جہڑا میں آکھد اساں، اوہ کم تُوں کر کے بہند اسی
(جو کام میں کہتا تھا وہ کام کر کے ہی تو بیٹھتی تھی)
دَھن ہے بیٹا جگرا تیرا، تُو دُکھ میرے نال سہند اسی
(بیٹا تیرا حوصلہ بہت بلند تھا، تو میرے ساتھ دُکھ کو برداشت کرتی تھی)
اَجیہا بیٹا کتھوں لبھّے دل میرا اِہ کہند اسی
(ایسا بیٹا میں کہاں تلاش کروں میرا دل یہ کہتا تھا)
رب لکّھاں بیٹیاں ورگی مینوں اِکو بیٹی دِتّی سی
(خداتعالیٰ نے مجھے لاکھوں بیٹیوں جیسی ایک ہی بیٹی دی تھی)
اِہ رب دی اِک نعمت سی جہڑی عرشوں لتّھی سی
(یہ رب کی ایک نعمت تھی جو آسمان سے اتری تھی)
کی آکھاں بیٹا حُسن تیرا، تُو لالاں دی اِک گُتھی سی
(بیٹا میں تیرے حُسن کے بارہ میں کیا کہوں تو لال جیسے ہیروں کی ایک تھیلی تھی)
شہد جہے سَن بول تیرے، اخلاقاں دی وی سچی سی
(تیرے بول شہد جیسے تھے، اعلیٰ اخلاق کی بھی مالک تھی)
آج گھر اپنے تُوں جاندی ایں، میں رب دا شکر بجانداہاں
(آج تو اپنے گھر جارہی ہے، میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں)
گیت اوہدے ہی گانداہاں، تے تینوں اِہ میں کہنداہاں
(میں اُس (خدا) کے ہی گیت گاتا ہوں۔اور تجھے میں یہ کہتا ہوں)
جہڑا آوَندا ہے بیٹا! ٹُر جاندا ہے آکھ کے میں ہُن جانداہاں
(جو آتا ہے بیٹا وہ یہ کہہ کر چلا جاتا ہے کہ میں اب جاتا ہوں)
بیٹا! سُکّھی وسّے گھر تیرا ہُن تینوں میں رب دی جھولی پانداہاں
(بیٹا تیرا گھر سکھی رہے، اب میں تجھے خدا کی گود میں ڈالتا ہوں)
تُوں رب دی رضا وچ رہنا ہے، ہر دُکھ سکھ نُو وی سہنا اے
(تو نے خدا کی رضا میں راضی رہنا ہے، ہر دُکھ سکھ کو بھی برداشت کرنا ہے)
پہلاں جی تُوں مَینوں کہندی سی ہُن جی جی نُوں تو کہنا اے۔
(پہلے تو مجھے جی کہتی تھی، اب جی اپنے خاوند کو کہنا ہے)
آج صباح بیٹا سرتاج تیرا، صباح وچ ہی تُو رہنا اے
(آج صباح بیٹا تیرا سرتاج ہے، تو نے صباح میں ہی رہنا ہے)
صباح تے صبا ہے صُبح تیری، اِہ چانن تیرا گہنا اے
(یعنی صباح اور صبا تیری صبح ہے، یہ روشنی تیرا زیور ہے)

میرے بزرگ والد صاحب کی وفات پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 27 نومبر 2009ء میں جو بابرکت کلمات ارشاد فرمائے ان پر اس مضمون کو ختم کرتی ہوں۔

’’دوسرا ایک اور جنازہ ہے وفات کا اعلان جو مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب قادیان کا ہے جو 21-20 نومبر کی درمیانی رات کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت محمد حسین صاحب کپورتھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے، آپ نے گورمکھی کا امتحان گیانی پاس کیا تھا اس لئے گیانی کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر فوج سے ریلیز ہوکر قادیان آئے اور 313 درویشوں میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ دیہاتی مبلغین میں شامل ہوکر فیلڈ میں خدمات بجالاتے رہے پھر ریٹائرمنٹ کے بعد ری امپلائی ہوکر دفتر زائرین میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم کے گورمکھی کے ترجمے کی نظر ثانی اور پروف ریڈنگ بھی بڑی محنت سے آپ نے کی۔ کچھ عرصہ مینیجر بدر بھی رہے۔ اس طرح بہشتی مقبرہ کا ایک قطعہ بھی اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ اس کو ٹھیک رکھنے کے لئے مسلسل وقار عمل کرتے رہتے تھے۔ خوش طبع اور زندہ دل انسان تھے مطالعہ کا شوق تھا۔ معاشی تنگی کے باوجود ہمیشہ خوش باش نظر آتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک افسردہ شخص بھی ان سے بات کرتا تو خوش ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ عبدالہادی صاحب نور ہسپتال کی لیب میں کام کر رہے ہیں اور ایک ان کی بیٹی شمیم اختر نصرت گرلز اسکول میں ٹیچر ہیں اور قادیان کی صدر لجنہ بھی ہیں۔ ان کے ایک داماد صباح الدین صاحب نائب ناظر بیت المال ہیں۔ بچے مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اپنے والد کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان دونوں مرحومین کے لئے نماز جنازہ غائب ابھی میں جمعہ اور عصر کی نماز کے بعد ادا کروں گا‘‘۔

❁❁❁

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 130 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(از مکرم منصور احمد مسرور منتظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ قادیان 2025) (قسط 2 آخری)

جلسہ مستورات مورخہ 27 دسمبر 2025ء بروز ہفتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۷ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ اڑھائی بجے جلسہ مستورات کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس جلسہ کی صدارت سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے محترمہ ڈاکٹر ذکیہ تسنیم صاحبہ صدر ضلع بھاگلپور ومونگیر بہار نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ آف بانسرہ صوبہ بنگال نے کی۔ مکرمہ امۃ الوسیع شمائلہ صاحبہ نائب صدر اوّل لجنہ اماء اللہ بھارت نے ترجمہ پیش کیا۔ مکرمہ شاہدہ فرید صاحبہ آف پونچھ نے نظم پڑھی۔ جلسہ کی پہلی تقریر محترمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ صدر ضلع لجنہ اماء اللہ دہلی، نوئیڈا این سی آر نے ’’پرسکون عائلی زندگی بہترین تربیت اولاد کی ضامن‘‘ کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مکرمہ سارہ وقفی صاحبہ اور مکرمہ نیرہ تنویر فارعہ صاحبہ نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں ناصرت کی بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ اجلاس کی دوسری تقریر مکرمہ منصورہ الہ دین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے ’’خلیفۃ المسیح کے خطبات اور خطابات کی اہمیت و برکات اور لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان پر کی۔ جلسہ میں غیر از جماعت مستورات بھی شامل ہوئیں۔

قادیان کیساتھ افریقن ممالک کے جلسے اور بعض ممالک میں اجتماعی رنگ میں جلسے میں شمولیت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا: مختلف جگہوں پہ جلسے ہو رہے ہیں، بعض جگہ ویسے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ چھ سات جگہ تو جلسے ہو رہے ہیں۔ افریقہ کے حالات آج کل کافی خراب ہیں۔ اس کے باوجود لوگوں نے بڑی قربانی کرکے، بڑی تکلیف برداشت کرکے جلسے میں شمولیت کی ہے۔ نائیجر میں اس وقت 3 ہزار 340 لوگ ہیں۔ برکینا فاسو میں 6 ہزار 141 ہیں۔ برکینا فاسو کے حالات تو خاص طور پر بہت خراب ہیں۔ سینیگال میں 1510 ہیں۔ فرنچ گیانا میں 50 کے قریب لوگ ہیں، چھوٹی سی جماعت ہے۔ چیک ریپبلک میں 157 ہیں، یہاں بھی چھوٹی سی جماعت ہے۔ گنی بساؤ میں 5 ہزار 50 ہیں۔ ٹوگو میں 1127 ہیں، یہ بھی چھوٹا سا ملک ہے۔ کونگو کنشاسا میں اس وقت 2 ہزار 347 لوگ مرکز میں بیٹھے ورچوئل سن رہے ہیں۔ جرمنی میں اس وقت وقف نو کا اجتماع ہو رہا ہے، وہاں 3 ہزار 350 واقفین نو جلسہ سن رہے ہیں۔ ٹوٹل باہر کے لوگ جو سن رہے ہیں 23 ہزار سے اوپر ہیں۔ اس طرح اللہ کے فضل سے اس وقت گھروں کے علاوہ جو لوگ سن رہے ہیں، یا مختلف مراکز میں بیٹھے جلسہ سن رہے ہیں ان کے علاوہ جو اجتماعی طور پر جلسہ سن رہے ہیں ان کی کل تعداد اس وقت تقریباً 40 ہزار بن جاتی ہے۔

شعبہ تربیت

مورخہ 24 تا 30 دسمبر 2025 مسجد اقصیٰ اور مسجد انوار میں نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ اور جلسہ کے تین دن قادیان کی تمام مساجد میں باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ تہجد کی نماز کیلئے شعبہ تربیت کی طرف سے جگانے کا انتظام تھا۔ درود شریف اور پاکیزہ اشعار پڑھ کر نماز تہجد کیلئے احباب کو بیدار کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد تفسیر کبیر سے قرآن مجید کا درس دیا گیا۔ قادیان کے تمام محلہ جات اور جلسہ گاہ میں تربیتی بینرز لگائے گئے۔

نکاحوں کے اعلانات

جلسہ کے موقع پر احباب کرام کی خواہش ہوتی ہے کہ قادیان کی مقدس بستی میں ان کے بچوں کے نکاحوں کے اعلانات ہوں۔ چنانچہ جلسہ کے دوسرے دن بعد نماز مغرب وعشاء مسجد انوار میں نکاحوں کے اعلانات ہوئے۔

شعبہ ترجمانی

جلسہ گاہ سے 9 زبانوں میں رواں ترجمہ کیا گیا۔ (1) ملیالم (2) تامل (3) تیلگو (4) کنڑ (5) بنگلہ (6) انگریزی (7) عربی (8) انڈونیشن (9) رشین۔ تقاریر کا ترجمہ متعلقہ زبانوں میں کرکے قبل از وقت دے دیا گیا تھا جس کی وجہ سے رواں ترجمہ احسن رنگ میں سنایا گیا۔ جبکہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ، ڈاکیومنٹری اور اختتامی خطاب کا رواں ترجمہ کیا گیا۔ چار زبانوں یعنی اُردو، بنگلہ، تامل، اور ملیالم ترجمہ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ نشر ہوتا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ان چار زبانوں سے واقف احباب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے یا اپنی سہولت کے مطابق جلسہ سالانہ کی کارروائی براہِ راست سماعت فرماتے رہے۔ لجنہ اماء اللہ کا جلسہ سالانہ دوسرے دن دوپہر بعد نماز ظہر وعصر منعقد ہوا جس میں پانچ زبانوں انگریزی، بنگلہ، ملیالم، تامل اور انڈونیشین میں رواں ترجمہ کیا گیا۔

ایم ٹی اے

شعبہ mta کو جلسہ سالانہ قادیان کے تینوں دن مکمل کوریج، لائیو اسٹریمنگ اور نشریاتی انتظامات کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جلسہ سالانہ قادیان کے جملہ پروگرام مرکزی تین دن لائیو اسٹریمنگ کی گئی، جس کے ذریعہ دنیا بھر میں ناظرین نے اس بابرکت جلسہ میں براہِ راست شرکت کی۔ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ چورانوے ہزار دو سو آٹھ لوگوں نے جلسہ سے استفادہ کیا۔

قیام گاہیں، نظامتیں و مختلف شعبہ جات

امسال مہمانوں کی رہائش کیلئے 14 قیام گاہیں تیاری کی گئیں۔ 35 نظامتوں کے ناظمین، نائب ناظمین ومعاونین دن رات خدمات بجالانے میں مصروف رہے۔ 3 لنگر خانوں میں کھانے تیار کئے گئے جبکہ روٹی پلانٹ میں مشین کے ذریعہ ہزاروں کی تعداد میں مہمانوں کے لئے روٹیاں بنتی رہیں۔ جلسہ گاہ کے تحت 21 اور لجنہ اماء اللہ کے تحت 20 مختلف شعبہ جات کے رضا کاران نے اپنے اپنے مفوضہ فرائض بخوبی سرانجام دیئے۔

شعبہ خدمت خلق

ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کی مجالس سے 450 خدام رضا کاران شعبہ خدمت خلق کے تحت خدمات سرانجام دینے کے لئے قادیان تشریف لائے جبکہ قادیان کے کم وبیش 300 خدام نے اس شعبہ کے تحت ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ اس کے علاوہ صف دوم کے انصار کی ایک ٹیم اور لجنہ اماء اللہ کے تحت مستورات کی قیام گاہوں، جلسہ گاہ و مساجد میں لجنہ و ناصرات کی رضا کار ٹیمیں بھی خدمات بجالا رہی تھیں۔ اندرون و بیرون ملک سے آنے والے جملہ مہمانان کرام کی رجسٹریشن کی گئی اور انہیں جلسہ رجسٹریشن کارڈز جاری کئے گئے۔ حفاظتی انتظام کے تحت دار المسیح، بہشتی مقبرہ، مقامات مقدسہ، جلسہ گاہ اور مختلف قیام گاہوں اور اہم داخلی راستوں پر شعبہ ھذا کے تحت حفاظتی ڈیوٹیوں کا 24 گھنٹے انتظام کیا گیا۔ اسی طرح مساجد میں صف بندی، سڑکوں اور گلیوں میں ٹریفک اور پارکنگ کے انتظامات، جلسہ گاہ میں نظم وضبط اور مہمانان کرام کو پانی پلانے کا انتظام بھی کیا گیا۔

استقبال غیر مسلم معزز مہمانان

گیارہ سو غیر مسلم معزز مہمانوں نے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی۔ ان سبھی مہمانوں کو خوش آمدید کہا گیا اور ان کی عزت افزائی کی گئی۔ ان میں سیاسی سماجی اور مذہبی لیڈران کے علاوہ عام لوگ بھی تھے جو قادیان کے گردونواح اور پنجاب کے مختلف علاقوں سے آئے تھے۔ سبھی مہمان اچھا اثر لیکر گئے۔

❁❁❁

مختلف جماعتوں میں یوم تبلیغ کی تقاریب کا شاندار انعقاد

14 دسمبر کو مرکزی اعلان کے مطابق درج ذیل جماعتوں میں یوم تبلیغ منعقد کیا گیا۔ تمام جماعتوں میں نماز تہجد سے جملہ پروگرام شروع ہوئے۔ بعد ازاں تقسیم لٹریچر اور سنجیدہ طبع افراد کو زبانی تبلیغ اور مجالس سوال و جواب منعقد کئے گئے۔ جن جماعتوں نے یوم تبلیغ میں حصہ لیا ان کے اسماء ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

محبوب نگر (تلنگانہ)، تھیروبالی، مانیکا گوڑا (اڑیسہ)، ویسٹرن اڑیسہ، کالی کٹ، ارناکلم، ملاپور (کیرلہ)، گاندھی دھام (گجرات) (ادارہ)

رپورٹ تربیتی اجلاس جماعت احمدیہ بیجاپور کرناٹک

مورخہ 20.09.25 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مکرم لیاقت فرید استاد صاحب امیر ضلع بیجاپور وگلبرگہ کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن شریف عزیزم فرحان احمد نے پیش کی۔ نظم عزیزم صباح الدین نے نہایت خوش الحانی سے پیش کی۔ بعدہٗ اس جلسہ میں ایک ہی تقریر ہوئی جو ٹوئیر کیمپین کی اہمیت کے عنوان پر مکرم امیر صاحب نے سامعین کے سامنے فرمائی۔ اس تربیتی اجلاس میں حاضرین جلسہ کی کُل تعداد 16 افراد پر مشتمل تھی جن میں 3 انصار، 6 خُدام، 6 لجنات اور 1 عدد طفل شامل تھے۔ اس تربیتی اجلاس کا اختتام مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دُعا کے ساتھ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس تربیتی جلسہ میں شامل افراد کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(ایم مقبول احمد مبلغ سلسلہ بیجاپور کرناٹک)

بانسرہ (بنگال) میں ضلعی جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

جماعت احمدیہ بانسرہ میں 9 نومبر بروز اتوار تیسرا ضلعی جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ جلسہ مسجد احمدیہ بانسرہ میں منعقد ہوا۔ یہ مسجد سڑک کے کنارہ ہے۔ اسلئے سڑک کے کنارے دونوں اطراف کو بینرز سے سجایا گیا۔

جلسہ کے روز نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز فجر مکرم مولانا مجاہد احمد شاستری صاحب مرکزی نمائندہ نے نماز کی اہمیت پر درس دیا۔

جلسہ کی صدارت مکرم عبدالودود صاحب امیر ضلع نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مبارک احمد صاحب نے کی اور مکرم مرزا انعام الکبیر صاحب نے ترجمہ سنایا۔ بعدہ مکرم تعریف احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ پہلی تقریر مکرم عبدالمالک صاحب مبلغ انچارج ضلع مدناپور نے بعنوان ''مالی قربانی اور وصیت کی اہمیت''۔ دوسری تقریر مکرم انعام الکبیر صاحب نے ''نظام خلافت کی اہمیت'' کے عنوان پر کی۔ تیسری تقریر مکرم رضوان احمد صاحب منڈل نائب امیر ضلع وصدر جماعت بھاری نے حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول کے عنوان پر پیش کی۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد دوسرا اجلاس مکرم مزمل علی صاحب ملا امیر ضلع 24 پرگنہ B کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم ابوجعفر صادق صاحب نے کی۔ مکرم عبدالمنان صاحب نے خوش الحانی سے بنگلہ نظم سنائی۔ پہلی تقریر مکرم ابوطاہر منڈل صاحب مبلغ انچارج کولکاتہ نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خدمت اسلام''۔ دوسری تقریر میں مکرم مولانا مجاہد احمد شاستری صاحب مرکزی نمائندہ نے اسلامی تعلیمات کے مختلف خوبصورت پہلو احباب کے سامنے پیش کئے۔ تیسری تقریر مکرم ابوجعفر صادق صاحب مربی سلسلہ تعلیم القرآن وقف عارضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مذہبی رواداری کے عنوان پر کی۔ چوتھی و آخری تقریر مکرم صدر اجلاس نے سوشل میڈیا کے فوائد ونقصانات کے عنوان پر کی اور تمام شاملین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر دعا کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں 190 افراد شامل ہوئے جس میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت کے لوگ بھی شامل تھے۔ غیروں نے بھی بہترین تاثرات کا اظہار فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے (آمین)

(مزمل علی ملا امیر ضلع 24 پرگنہ زون B ویسٹ بنگال)

کیرالہ کے ضلع پالگھاٹ میں یوم تبلیغ کا انعقاد

مرکزی ہدایت کے مطابق 14 دسمبر کو پالگھاٹ کیرالہ میں یوم تبلیغ نہایت جوش وخروش سے منایا گیا۔ اس کے لیے پالاگھاٹ کی تمام جماعتوں میں تبلیغی کمیٹیاں مقرر کی گئیں اور پروگرام سے قبل حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے گئے۔ نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا اور بعد نماز فجر حضور انور کا خطبہ مورخہ 12 دسمبر احباب جماعت کو سنایا گیا۔ تمام ضلع میں کل 38 گروپ مختلف مقامات میں تبلیغ کے لئے گئے۔ چھ مقامات پر عارضی بک سٹال لگائے گئے 876 افراد کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ 1076 لیف لیٹس، 1670 پمفلٹس اور 33 کتب تقسیم کی گئیں۔ اسی طرح اخبار بدر 46 افراد کو ملیالم بدر، 48 افراد کو اور ملیالم رسالہ 42 افراد کو دئے گئے۔

مختلف سرکاری دفاتر میں بھی پیغام حق پہنچایا گیا۔ جن میں S.H.O، C.I سرجن صاحبان اور ایم ایل اے صاحبان شامل ہیں۔ نیز لوکل اخبارات میں بھی یوم تبلیغ کی خبریں بغرض اشاعت دی گئیں۔ کل ملا کر تمام ضلع میں 3855 افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

(کے قمرالدین انچارج ضلع پالاگھاٹ کیرالہ)

اعلان نکاح

مکرم وجیہہ اللہ صاحب ابن مکرم سعادت اللہ صاحب ریٹائر مربی محلّہ طاہر ننگل قادیان کا نکاح عزیزہ صالحہ بتول صاحبہ بنت مکرم احمد اللہ صاحب آف کاماریڈی تیلنگانہ کے ساتھ مورخہ 27.12.25 کو مبلغ -/1,05,000 روپے حق مہر کے عوض مکرم تنویر احمد خادم صاحب نے مسجد دارالانوار قادیان میں پڑھایا۔

رشتہ کے کامیاب ہونے اور ہر دو خاندان کے لئے باعث برکت ہونے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

الحمد للہ خاکسار کے بیٹے عزیز عرفان احمد عارف وعزیزہ صوفیہ آفتاب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 07.12.25 کو بیٹے کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام نائرہ عارف تجویز کیا گیا ہے جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ عزیزہ محترم محمود احمد عارف صاحب درویش مرحوم کی پڑپوتی اور مکرم محمود طارق آفتاب صاحب آف ساؤتھ ہمٹن یو۔کے کی نواسی ہے۔ عزیزہ کے نیک صالحہ اور خادم دین بننے نیز والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

(نصیر احمد عارف خادم سلسلہ قادیان)

خاکسار کا بھتیجا مکرم شاکر حُسین شیخ ریشی نگر کشمیر کی شادی کو تقریباً 9 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ موصوف اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے عرصہ 9 سال کے بعد موصوف کی اہلیہ اُمید سے ہے۔ قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اہلیہ کو صحت وسلامتی والی عمر عطا فرماتے ہوئے زچگی کے تمام مراحل آسان کر کے نیک صالح اور تندرست اولاد سے نوازے۔ (آمین)

(آزاد حُسین انسپکٹر بدر)

غزوۂ حنین کے موقعہ پر رونما ہونے والے تاریخی واقعات، قرآنی رہنمائی، حکمتِ عملی اور اخلاقِ نبوی ﷺ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22؍اگست 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوۂ حنین کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ حنین شوال 8 ہجری میں مکہ اور طائف کے درمیان حنین نامی مقام پر پیش آیا۔

سوال: غزوۂ حنین کو غزوۂ ہوازن کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ حنین کو غزوۂ ہوازن اسلئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس جنگ میں سب سے بڑا مخالف قبیلہ بنو ہوازن تھا۔

سوال: غزوۂ حنین کو بعض مؤرخین غزوۂ اوطاس کیوں کہتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ حنین کو بعض مؤرخین غزوۂ اوطاس اسلئے کہتے ہیں کیونکہ دشمن کا ایک حصہ شکست کے بعد وادیٔ اوطاس کی طرف بھاگا جہاں مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

سوال: غزوۂ حنین کا ذکر قرآن کریم میں کہاں آیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ حنین کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ التوبہ آیات 25 تا 27 میں آیا ہے۔

سوال: قرآن کریم کے مطابق ابتداء میں مسلمانوں کو کس وجہ سے مشکل پیش آئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کو اپنی کثرتِ تعداد پر غرور ہوگیا تھا جس وجہ سے ان پر مشکلات آئیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کس طرح فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور غیبی لشکر اتارے۔

سوال: بنو ہوازن اور بنو ثقیف نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا فیصلہ کیوں کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ اسلام پورے عرب میں غالب آجائے گا اور ان کی بت پرستی ختم ہوجائے گی۔

سوال: بنو ہوازن کے لشکر کے سپہ سالار کون تھے اور ان کی عمر کیا تھی؟

جواب: مالک بن عوف سپہ سالار تھے اور ان کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔

سوال: مالک بن عوف نے جنگ کی تیاری میں کون سا غیر معمولی فیصلہ کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مالک بن عوف نے عورتوں، بچوں اور مال مویشی کو بھی ساتھ لانے کا حکم دیا۔

سوال: دُرید بن صِمّہ کون تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وہ بنو جشم کے ایک سو سال سے زائد عمر کے تجربہ کار جنگجو تھے۔

سوال: دُرید بن صِمّہ نے مالک بن عوف کو کیا مشورہ دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انہوں نے عورتوں اور بچوں کو پیچھے چھوڑ کر صرف فوج کے ساتھ جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔

سوال: مالک بن عوف نے دُرید کے مشورے کو کیوں رد کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مالک بن عوف نے درید کے مشورہ کو اسلئے رد کیا تھا کیوں کہ اس نے ضد کی اور اپنی رائے کو تبدیل کرنے سے انکار کردیا تھا۔

سوال: دُرید بن صِمّہ کا آخری جنگی مشورہ کیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دُرید بن صِمّہ کا آخری جنگی مشورہ یہ تھا کہ گھاٹیوں اور وادیوں میں کمین گاہیں بنا کر اچانک حملہ کیا جائے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے دشمن کی تیاریوں کی خبر حاصل کرنے کے لیے کس کو بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے دشمن کی تیاریوں کی خبر حاصل کرنے کے لیے حضرت عبداللہ بن ابو حدرد اسلمیؓ کو بھیجا۔

سوال: حضرت عبداللہ بن ابو حدردؓ نے کیا معلومات فراہم کیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انہوں نے بتایا کہ بنو ہوازن نے بیس ہزار کا لشکر تیار کیا ہے اور اچانک حملے کا منصوبہ ہے۔

سوال: اسلامی لشکر کو ہتھیاروں کی کمی کیسے پوری کی گئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صفوان بن امیہ، نوفل بن حارث اور عبداللہ بن ابی ربیعہ سے بطور قرض ہتھیار لیے گئے۔

سوال: صفوان بن امیہ نے زرہیں واپس لینے کی قیمت کیوں قبول نہ کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کیونکہ ان کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی اور وہ اسلام کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

سوال: آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا کون سا اعلیٰ پہلو یہاں نمایاں ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا پہلو یہ بیان فرمایا کہ: فتح مکہ کے باوجود ہتھیار غصب نہیں کیے بلکہ قرض پر لیے۔

سوال: خطبہ کے آخر میں حضور انور نے کن دو افراد کے جنازہ غائب کا ذکر فرمایا؟

جواب: خواجہ مختار احمد صاحب بٹ اور سعیدہ بیگم صاحبہ۔

سوال: حضور انور نے خواجہ مختار احمد صاحب بٹ کی نمایاں جماعتی خدمات کیا بیان کیں؟

جواب: قانونی کمیشن، دار القضاء، فضل عمر فاؤنڈیشن اور ریجنل امیر کینیڈا کے طور پر خدمات۔

سوال: سعیدہ بیگم صاحبہ کی دینی خصوصیات کیا تھیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مرحومہ نماز، روزہ کی پابند، صابرہ، خلافت سے محبت کرنے والی اور اولاد کی دینی تربیت کرنے والی تھیں۔

سوال: غزوۂ حنین سے ہمیں کیا بنیادی سبق ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ حنین سے ہمیں یہ بنیادی سبق ملتا ہے کہ فتح صرف تعداد یا طاقت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اطاعت سے حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت قدوس کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کی تاثیرات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27 اپریل 2007 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے کون سی قرآنی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب: خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے سورۃ النحل آیت 103 کی تلاوت فرمائی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفت قدوس سے سب سے زیادہ فیض پانے والی ہستی کون تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ کامل انسان اور کامل نبی تھے جنہوں نے صفتِ قدوس کو کامل طور پر اپنے اوپر چڑھایا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے امت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے امت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے یہ نصیحت فرمائی کہ دلوں اور اعمال سے تمام کجیوں کو دور کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

سوال: آنحضرت ﷺ رکوع میں کون سی دعا پڑھا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے کہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ

سوال: تسبیح، تہلیل اور تقدیس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ ان اذکار کو لازم پکڑنے، انگلیوں کے پوروں پر گننے اور غفلت سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے دم کے لیے کون سی دعا سکھائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے دم کے لیے جو دعا سکھائی وہ یہ ہے کہ ایسی دعا کی جائے جس میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت، رحمت، مغفرت اور شفا کی التجا شامل ہے، اور معوذتین تین مرتبہ پڑھنے کی ہدایت دی۔

سوال: قدوسیت اور تقدیس کب فائدہ مند ثابت ہوتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قدوسیت اور تقدیس تب فائدہ مند ثابت ہوتی ہے جب صاحب اختیار لوگ کمزوروں، محتاجوں اور زیر دستوں کے حقوق انصاف کے ساتھ ادا کریں۔

سوال: قحط اور قلتِ زاد کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے کیا معجزہ دکھایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے بچی کھچی اشیاء جمع کروا کر دعا فرمائی، جس سے تھوڑا سا کھانا سب کے لیے کافی ہوگیا۔

سوال: حرمتِ شراب کے اعلان پر صحابہؓ کا ردِ عمل کیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انہوں نے فوراً شراب بہادی اور بغیر کسی سوال کے حکم کی تعمیل کی۔

سوال: عبداللہ بن اُبَی کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کیا طرزِ عمل اختیار فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے بدلہ لینے کے بجائے حسنِ سلوک اور درگزر کا راستہ اختیار فرمایا۔

سوال: حضرت علیؓ کے واقعہ سے کون سا اخلاقی سبق ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کے واقعہ سے ہمیں یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ جنگ اور عمل صرف اللہ کے لیے ہونا چاہیے، ذاتی غصہ یا نفس شامل نہیں ہونا چاہیے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق بعثت نبویؐ سے پہلے عرب کی حالت کیسی تھی؟

جواب: شرک، ظلم، بدکاری، شراب نوشی، جوا، قتل، عورتوں کی بے حرمتی اور اخلاقی پستی عام تھی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے عرب قوم میں کیا انقلاب برپا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے وحشی قوم کو با اخلاق، موحد، خدا ترس اور عبادت گزار انسانوں میں بدل دیا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق اسلام کی تعلیم کے تین بنیادی مدارج کون سے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق اسلام کی تعلیم کے تین بنیادی مدارج یہ ہیں: انسان بنانا، اخلاقِ کاملہ تک پہنچانا، محبتِ الٰہی اور قربِ خداوندی عطا کرنا۔

سوال: قرآن کریم کو خاتم الکتب کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم کو خاتم الکتب اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی کامل ترین تھی، اس لیے قرآن تمام سابقہ کتب سے کامل تر ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی کی خاص نشانی کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی کی خاص نشانی یہ ہے کہ آپؐ کی روحانی تاثیرات ابد تک جاری رہنے والی ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا بنیادی مقصد کیا بیان ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کے زندہ معجزات، روحانی برکات اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کو دوبارہ ظاہر کرنا۔

سوال: خطبہ کے آخر میں حضور انور نے کس کے لیے دعا کی اپیل فرمائی؟

جواب: خطبہ کے آخر میں حضور انور نے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان) کی شدید علالت کے باعث دعا کی اپیل فرمائی۔

سوال: اس خطبہ کا مرکزی سبق کیا ہے؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی سبق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی آج بھی زندہ ہے، مگر اس سے فیض پانے کے لیے دلوں کی پاکیزگی ضروری ہے۔

❁❁❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 اگست 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم شیخ انور حمید صاحب کپورتھلوی
(ساؤتھ فیلڈز۔ یوکے)

10؍اگست 2025ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا کے ذریعہ آئی۔ مرحوم کا تعلق اوکاڑہ سے تھا۔ بعد ازاں ربوہ منتقل ہو گئے جہاں شیخ کلاتھ ہاؤس کے نام سے آپ کی دکان تھی۔ 2008ء میں اپنی فیملی کے ساتھ یوکے آ گئے جہاں ساؤتھ فیلڈ جماعت کے ایک فعال رکن رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خدا ترس، خوش اخلاق اور قربانی کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے ربوہ میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ عتیقہ نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر الدین انجم صاحب

26؍جون 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کا حق ادا کیا۔ فیلڈ میں ہر جگہ لجنہ کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتی رہیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ ایم ٹی اے کے باقی پروگرام بھی شوق سے دیکھتی تھیں۔ ربوہ میں جب کیبل پر پابندی لگی تو ایم ٹی اے سے استفادہ کے لیے گھر میں ڈش انٹینا لگوایا۔ مرحومہ نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دُعا گو، صابرہ وشاکرہ، مہمان نواز، سلیقہ شعار نیک، متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ مرحومہ کو ربوہ میں کئی سال تک بطور صدر لجنہ اماء اللہ دارالفتوح غربی اور دارالانوار خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی اگرچہ اپنی اولاد نہیں تھی مگر شوہر کی دوسری اہلیہ کی اولاد کے ساتھ ہمیشہ حقیقی والدہ کی طرح پیار ومحبت اور شفقت کا سلوک رکھا۔

(2) مکرم محمد رفعت اللہ غوری صاحب
(آف یادگیر صوبہ کرناٹک۔ انڈیا)

28؍مئی 2025ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد مکرم محمد اسماعیل غوری صاحب کے ذریعہ آئی۔ مرحوم حضرت شیخ حسن احمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ مرحوم نمازوں کے پابند، نظام جماعت اور خلافت کے سچے مطیع تھے۔ قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی۔ مرحوم اعلیٰ اخلاق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی لٹریچر کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام اور دیگر جماعتی علماء کی کتب کا وسیع مطالعہ تھا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ تقریر کرنے کا اچھا ملکہ تھا۔ مرحوم کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ، زعیم انصار اللہ، امیر جماعت احمدیہ یادگیر اور صوبائی امیر کرناٹک کے عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے اور اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد اسد سلطان غوری صاحب (سابق صوبائی امیر کرناٹک) کے چچا تھے۔

(3) مکرم ڈاکٹر منصور شریف صاحب
(آف زمبابوے۔ حال برمنگھم۔ یوکے)

24؍جون 2025ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو زمبابوے جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اپنے زمانہ صدارت میں آپ نے زمبابوے میں پہلی مسجد بنوائی اور ہرارے سے باہر جماعتیں قائم کیں۔ آپ ہی کے زمانہ میں وہاں مرکز سے پہلے مشنری بھی آئے اور جماعت زمبابوے کو پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کا موقع ملا۔ مرحوم نماز، روزہ کے پابند بہت مخلص اور نیک انسان تھے۔ مریضوں کی دلی جذبہ سے خدمت کرتے اور مستحق مریضوں کا مفت علاج بھی کرتے تھے۔ آپ کی خدمات عاجزی، پختہ ایمان، امن، انصاف اور انسانیت کے اصولوں کی مظہر تھیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے والد لمبا عرصہ جماعت کینیا کے جنرل سیکرٹری رہے۔

(4) مکرمہ طاہرہ رحمان صاحبہ
اہلیہ مکرم عزیز الرحمٰن رانا صاحب (ہڈرزفیلڈ۔ یوکے)

10؍جولائی کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے دو مرتبہ صدر لجنہ ہڈرزفیلڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دیانت دار، غریب پرور، خدمت گزار، خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اپنی بیماری کے دوران بھی جماعت کی ڈیوٹیاں دیتی رہیں اور اپنے میاں کے ساتھ مسجد کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے کی مہم میں شامل رہیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں اور بہت سے نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحومہ کے شوہر ہڈرزفیلڈ مسجد کمیٹی کے ممبر ہیں۔

(5) مکرمہ رحمت النساء صاحبہ
(آف ساونت واڑی صوبہ مہاراشٹرا۔ انڈیا)

17؍جون 2025ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے ساری زندگی صبر وشکر کے ساتھ گزاری۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، عبادت گزار، خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ جب آبائی ورثہ کی تقسیم ہوئی تو جو رقم مرحومہ کے حصہ میں آئی اس میں سے پانچ ہزار روپے تحریک جدید میں اور پانچ ہزار روپے وقف جدید میں شکرانے کے طور پر ادا کیے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرمہ صبیحہ پروین صاحبہ
اہلیہ مکرم عبدالباری صاحب (ہمبرگ۔ جرمنی)

4؍فروری 2025ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولیٰ بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، ہمدرد، ملنسار اور با اخلاق خاتون تھیں۔ نظام جماعت سے اچھا تعلق تھا۔ چندے باقاعدگی سے ادا کرتیں اور جماعتی کاموں میں فعال تھیں۔ پردے کی بھی پابند تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے خاوند لوکل سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affiliated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12512: میں رانی پروین زوجہ مکرم دانش قریشی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 28 فروری 1999ء تاریخ بیعت 2015ء ساکن: بیرہم پور بردپور ضلع مرشدآباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/30,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ابوالحسن الامۃ: رانی پروین گواہ: ایم ڈی ضمیر الدین

مسل نمبر 12513: میں ملیحہ احمد زوجہ مکرم ڈاکٹر فواد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن: بنگل باغبانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 70 گرام، حق مہر 12 لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/35,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد الامۃ: ملیحہ احمد گواہ: مظفر احمد

مسل نمبر 12514: میں ندیم احمد ولد مکرم شاہد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش یکم جولائی 1974ء پیدائشی احمدی ساکن: یو ایس اے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 28 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 9100 ڈالر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عدنان احمد العبد: ندیم احمد گواہ: شاہد احمد

مسل نمبر 12515: میں عثمان محمد ولد مکرم محمد انوار صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 6 فروری 1998ء تاریخ بیعت: 2012ء ساکن: یو ایس اے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 19 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/250 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عدیل احمد خادم العبد: عثمان محمد گواہ: نفیض الرحمٰن

مسل نمبر 12516: میں شازیہ خان زوجہ مکرم رضوان احمد شہباز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 10 جولائی 1989ء تاریخ بیعت: 3 فروری 2016ء ساکن: محلہ اقصیٰ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اپریل 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 36 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/51,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شمشاد احمد عدن الامۃ: شازیہ خان گواہ: رافعہ شمشاد

مسل نمبر 12517: میں رضوان احمد شاہباز ولد مکرم شمیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار تاریخ پیدائش: یکم مئی 1988ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ اقصیٰ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 14 اپریل 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمشاد احمد عدن العبد: رضوان احمد شہباز گواہ: رافعہ شمشاد

مسل نمبر 12518: میں عابدہ شاہین زوجہ مکرم فضل ناصر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 20 مئی 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ باب الابواب اولڈ فور اسٹوری قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو جھمکے ساڑھے آٹھ گرام، ایک انگوٹھی، ناک کے کوکے 22 کیریٹ، زیور نقرئی: 222 گرام۔ حق مہر -/55,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل ناصر الامۃ: عابدہ شاہدین گواہ: رفیق احمد عاجز

مسل نمبر 12519: میں جہانہ عزت زوجہ مکرم وسیم احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن: کڈالائی کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: زیور طلائی: 20 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زینت ٹی الامۃ: جہانہ عزت گواہ: مبارک احمد ایم

مسل نمبر 12520: میں امۃ الشافی بنت مکرم غلام احمد اسماعیل صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن: چیلاکوڈن وکاس کالونی، وایاناڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: غلام احمد اسماعیل الامۃ: امۃ الشافی گواہ: حافظ عدنان احمد

❁❁❁❁

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 15 January- 2026 Issue. 03

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

وقف جدید کے 69ویں سال کا بابرکت اعلان

جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو دورانِ سال اس مالی نظام میں تقریباً پندرہ ملین پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی یہ وصولی گذشتہ سال سے 1.3 ملین پاؤنڈ زیادہ ہے

وقفِ جدید کی مالی قربانی میں برطانیہ پہلے نمبر پر رہا جبکہ بھارت کا پانچواں نمبر ہے۔

صوبہ جات میں علی الترتیب کیرلہ، تامل ناڈو، جموّں کشمیر، تیلنگانہ، کرناٹک، اُڑیسہ، پنجاب، ویسٹ بنگال، مہاراشٹرا اور اُترپردیش رہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹؍جنوری ۲۰۲۶ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورت الِ عمران کی آیت ۹۳ کی تلاوت کے بعد اس آیتِ کریمہ کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

اس کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِس کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ قرآنِ کریم میں سورۂ بقرہ میں جہاں پہلا رکوع شروع ہوتا ہے، وہاں متّقی کی نسبت فرمایا: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی جو کچھ اللہ نے دیا ہے اُس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے۔ پھر اِس سورت میں کئی جگہ انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی تاکیدیں کی ہیں۔ پس تم حقیقی نیکی کو نہیں پاسکو گے، جب تک تم مال سے خرچ نہیں کرو گے۔ مِمَّا تُحِبُّوْنَ کے معنے میرے نزدیک مال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ کہ انسان کو مال بہت پیارا ہے۔

پس حقیقی نیکی پانے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اِس کی مختلف جگہ پر تفسیر فرمائی ہے۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ مال کے ساتھ محبّت نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تم ہرگز نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک کہ تم اُن چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو، جن سے تم پیار کرتے ہو۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت کی اکثریت مالی قربانیوں میں بہت خوشی سے حصّہ لیتی ہے۔ لیکن بعض ایسے ہیں کہ جن میں انقباض ہوتا ہے تو اِن کو اللہ تعالیٰ کی یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا ضروری ہے۔ زیادہ کمانے والے بے شک بعض ایسے ہیں کہ جو تحریکات میں حصّہ لیتے ہیں اور بڑا بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں، لیکن یہاں ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کہ وہ چندہ جو اپنا حصّہ آمد وغیرہ کا ہے، وہ صحیح شرح سے ادا نہیں کرتے اور اِس میں باقاعدہ نہیں ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

احادیث میں بھی اِس بارے میں آنحضرتؐ نے متعدد جگہ ہمیں اِس بات کی نصیحت فرمائی ہے کہ مالی قربانی کرنی چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ آج احمدیوں کی اکثریت کو اِس بات کا اِدراک ہے، وہ اللہ کی راہ میں بے شمار خرچ کرتے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں بھی اِس خرچ کی ایسی مثالیں ہیں۔ بلکہ اِن کو دیکھ کر آپؑ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مَیں حیران ہوتا ہوں کہ کس طرح غریب لوگ دین کی خاطر اتنی قربانیاں کر رہے ہیں۔ آج بھی یہی حال ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ اکثر غرباء میں سے یا اوسط طبقے کے کمانے والے جو ہیں، وہ بہت بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں، کیونکہ اُنہیں یہ اِدراک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مال ہمیں لوٹانا ہے یا ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے، کس طرح؟ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اِس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔

اصل بات یہی ہے کہ اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ اُسے لوٹائے گا، اِس کے ثواب میں شامل کرے گا اور یہ قربانیاں اُن کے لیے درجات کی بلندی کا باعث ہوں گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متّقی کے نشانوں میں ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متّقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفّل ہو جاتا ہے۔

پھر ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاطر قربانی کرنے والوں کو اور تقویٰ پر چلنے والوں کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جن کا اللہ تعالیٰ متوّلی ہو جاتا ہے، وہ دنیا کے آلام سے نجات پا جاتے ہیں اور ایک سچی راحت اور طمانیت کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کہ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اِس کو اپنے فضل سے ہر ایک بلاء اور اَلم سے نکال دیتا ہے، اِس کے رزق کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے طریق سے دیتا ہے کہ جو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔

پھر حضورِ انور نے فرمایا کہ چونکہ اِس وقت مَیں وقفِ جدید کے حوالے سے بات کرنے والا ہوں، اِس لیے مَیں اُن لوگوں کی بعض مثالیں پیش کر دیتا ہوں، جنہوں نے وقفِ جدید کے چندے دیے اور اُن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیے یا اُن کو اللہ تعالیٰ پر کتنا یقین اور مَان تھا کہ اگر وہ قربانی کر دیں، تو اللہ تعالیٰ اُن کی ضروریات پوری کرے گا۔

چندوں کی ادائیگی سے ایک تو اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر لوگوں کے ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اب ایسی حالت میں خواہش رکھنا، جب ہاتھ میں کچھ بھی نہ ہو اور پتا بھی نہ ہو کہ مہینہ کیسے گزرے گا، بہت مشکل کام ہے۔ اور آدمی کے پاس رقم آجائے تو پہلے اپنے اُوپر خرچ کرتا ہے، لیکن ایمان لانے کے بعد اِن لوگوں کے عجیب رویّے ہیں۔ مبلغ نے اِنہیں کہا کہ آپ سٹوڈنٹ ہیں، زیادہ بڑی قربانی کی ضرورت نہیں ہے، بے شک ایک یا دو یورو دے دیں کہ جتنی آپ کی توفیق ہے، اللہ تعالیٰ تو نیّتوں کے مطابق ثواب دیتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک ہفتے کے بعد وہ مشن ہاؤس آئے اور ایک سو ساٹھ یورو چندہ وقفِ جدید ادا کر دیا۔ کہنے لگے کہ جس دن وقفِ جدید کی قربانی کا ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُسی ہفتے میرے اَموال میں برکت ڈال دی۔ جہاں مَیں پارٹ ٹائم جاب کر رہا تھا، اُنہوں نے مجھے میری تنخواہ وقت سے پہلے دے دی اور بلا وجہ زیادہ بھی دی اور مجھے خود بھی سمجھ نہیں آئی کہ کیوں زیادہ دی ہے؟ اور پھر کچھ دن بعد دوبارہ بتایا کہ ایک اور معجزہ ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس دن مَیں نے ایک سو ساٹھ یورو ادا کیے، میری خواہش تھی کہ مزید ادا کروں، لیکن گنجائش نہیں تھی۔ لیکن چندہ دینے کے کچھ دن بعد ہی غیر متوقع طور پر کافی اچھی رقم مل گئی۔ مَیں نے ایک ٹریننگ سینٹر سے کچھ پیسے وصول کرنے تھے، جو باوجود کئی مرتبہ کہنے کے نہیں مل رہے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے چندے کی برکت سے میری وہ رقم بھی دلا دی۔ چنانچہ موصوف نے مزید ایک سو چالیس یورو وقفِ جدید میں ادا کر دیے۔

حضورِ انور نے وقفِ جدید کے مالی جہاد میں قربانی کرنے والے مخلصین کے متفرق ایمان افروز واقعات اور اُن پر نازل ہونے والے خدا تعالیٰ کے غیر معمولی افضال کا تذکرہ فرمانے کے بعد ممالک اور جماعتوں کی پوزیشن بیان فرمائی۔

وقفِ جدید کے مختصر کوائف بیان کرنے کے بعد آخر پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِن سب قربانی کرنے والوں کے اَموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ بعض جماعتوں کے نام مَیں اِس لیے پڑھ دیتا ہوں کہ اِن کو خیال ہوتا ہے کہ کیا پوزیشن ہے ہمیں بتایا جائے، اِس لیے روایت کے مطابق پڑھا جاتا ہے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضورِانور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مالی قربانی کی اہمیت پر مبنی ایک اقتباس کی روشنی میں فرمایا کہ پس یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور ہم نے تجربہ بھی کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو نوازتا چلا جاتا ہے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی سارے خزانے ہیں، وہ آخری جہان میں اِن سے نوازے گا، لیکن اِس دنیا میں بھی نوازتا چلا جائے گا۔ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں نواز رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاں مالی قربانیوں کی توفیق آئندہ دیتا رہے، وہاں ہمارے ایمان اور یقین میں بھی اضافہ کرتا چلا جائے۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad